دیوان شیفتہ

اِن من الشعر لحکمۃ واِن من البیان لسحرا

شیفتگان عروس مضامین کو مژدہ ہو کہ مجموعہ نایاب ریختہ مسمی بہ

من نتائج طبع بلند مکان حضرت نواب مصطفیٰ خانصاحب مرحوم متخلص بہ شیفتہ

مطبع رضوی دہلی میں سید میر حسن کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمیع حمد و ثنا اُس ذات مستجمع صفات کمالات کو سزاوار ہے جسنے انسان کو زبان بیان کو گویائی۔ گویائی کو حمد و ثنا کی طاقت دی۔ اور اِنَّ مِنَ الشعر لحکمۃ کو سحر حلال کی صفت عنایت کی اور نعت اوس رسول مقبول کو لائق ہے جو مطلع رسالت ہیں اور مقطع نبوت۔ امّا بعد نازک خیالان باکمال اور شیفتگان کلام سحر نشاں کو معلوم رہے کہ یہہ دیوان۔ شمع شبستان سخن مہر آسمان ایفن شاعر فصاحت طراز و معاملہ بند ناز و نیاز ناظم نظم سراپا اعجاز و ہمہ تن بہرہ ور بلاغت ساماں فیشان نواب مصطفے خاں صاحب بہادر مرحوم متخلص شیفتہ کی تصنیف ہے نظر انصاف خود دیکھہ لیگی کہ قابل حرف گیری ہے یا لائق تعریف۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔ سچ تو یہہ ہے کہ نواب مرحوم اعلی درجہ کے مشتاق نظم و نثر تھے اور عرفی وقت یا ظہوری عصر۔ انکا فارسی کلام تو چھپ چکا تہا مگر دیوان شیفتہ اردو نظروں سے چھپ رہا تہا۔ بنابریں حسب فرمایش شائقین خاکسار سید محمد میر حسن مہتمم مطبع رضوی دہلی نے بہ جستجوی تمام بہم پہونچا کر طبع کرا دیا۔ یقین ہے کہ مطبوع اہل زبان ہو اور شعرا کے لئے حرز جاں بشتر ہوا ٥

لیجئے آئے اب تک ہے یہہ دولت باقی	ورنہ افسوس ہے رہ جائیگی حسرت باقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خواہاں ہیں موں بوئی باغ تنزہ شمیم کا
یارب ادہر بہی بہجدی جہوکا نسیم کا

تیری گداکو سلطنت جم سی کیا کہ ذوق
ہی کاسۂ شکستہ میں جام دو نیم کا

نیرنگ جلوہ بارقۂ ہوش سوز ہے
کیا اعتبار رنگ سی کیجی شمیم کا

تیری نسیم لطف سی گل کو شگفتگی
وابستہ تیری حکم پہ چلنا نسیم کا

واجب کی حکمت آئیگی ممکن کی عقل میں
کتنا دماغ ہی خلل آگیں حکیم کا

وقت سی یہاں عجز سلامت کی راہ ہے
کیسا سپاس دار ہوں عقل سلیم کا

میری فنا ہی شعلۂ محفل لقا
پروانہ ہوں ہیں پرتو شمع قدیم کا

گر تیری شوق میں ہی یہی بیقراریاں
لیلونگا بوسہ پایۂ عرش عظیم کا

طاعت اگر نہیں تو نہو یاس کس لیے
وابستہ سبب ہی کرم کب کریم کا

جسوقت تیری لطف کی دریا کو جوش آئے
فوارہ خاک ہو زبانۂ جحیم کا

ای شیفتہ عذاب جہنم سی کیا مجھی
ہیں امتی ہوں نار دخاں کی قسیم کا

کتبہ میرزا عبد الغفار بیگ عفی عنہ

یہہ فیض عام شیوہ کہاں تہا نسیم کا — آخر غلام ہوں میں تمہارا قدیم کا

پیمان ترک جاہ لیا پیر دیر نے — پیمانہ دیکہے بادۂ عنبر شمیم کا

کیا ڈہونڈہتی ہے قوم کر آنکہوں میں قوم کی — خلد بریں ہے طبقۂ اسفل جحیم کا

اوس شوخ کج ادا سے نہ آئی موافقت — کیونکر گلہ نہو مجہے طبع سلیم کا

شکوے یہہ سب جو ہوتے ہیں ہاں ہم نے ہیں نہیں — انداز ہم میں اوس نہیں یہی ہے قدیم کا

اوسوقت ہم گنے گئے احباب خاص میں — آیا جو تذکرہ کبہی لطف عمیم کا

بدمستیاں کبہی کبہی مستوری عفاف — دستور ہے طبیعت نامستقیم کا

اوس شک گلگی بستر گلسے ہے احتراز — ممنون ہوں عدو کی مزاج سقیم کا

اے جان بیقرار ذرا صبر چاہیے — بیشک ادہر بہی آئیگا جہوکا نسیم کا

جسکی سرشت صاف نہو آدمی نہیں — نیرنگ عشوہ کام ہے دیو رجیم کا

اب جستجو ہے اونکو ہماری کیا حصول — باقی نہیں اثر ہے عظام رمیم کا

عاشق بہی ہم ہوئے تو عجب شخص کے ہوئے — جو ایکدم میں خون کرے سو ندیم کا

ہمنے کئے قواعد وحشت جو منضبط — اہل جنون میں ہمکو لقب ہے حکیم کا

ہے کارنامہ جب سے بیاض اپنی شگفتہ
تقویم سال رفتہ ہے دیواں کلیم کا

جب سے عطا ہوا ہمیں خلعت حیات کا — کچہہ اور رنگ ڈہنگ ہوا کائنات کا

شیشہ اوتار شکوے کو بالائے طاق رکہہ — کیا اعتبار زندگی بے ثبات کا

لڑتے ہو جب رقیب سے کرتے ہو مجھ سے صلح
مشتاق یہاں نہیں کوئی اس التفات کا

گر تیری تشنہ کام کو دے خضر مرتے دم
پانی ہو خشک چشمۂ آب حیات کا

یہاں خار و خس کو بے ادبی سے نہ دیکھنا
ہاں عالم شہود ہے آئینہ ذات کا

کہتے ہیں جان جاتی ہے بے وفا مجھے
کیا اعتبار ہے اونہیں دشمن کی بات کا

دعغط جنون زدونسی نہیں باز پرس حشر
بس آپ فکر کیجیے اپنی نجات کا

جوش سرشک خونکی بسے ہے دم رقم
نامہ نہیں رہا یہہ ورق ہے برات کا

اے مرگ آ کہ میری بھی رہجائے آبرو
رکھا ہے اونسے سوگ عدو کی وفات کا

ایسے سے آگے شیفتہ کیا چل سکی جہاں
احسان ایک عمر رہے ایک رات کا

کیا فائدہ نصیحت ناسودمند کا
کیا خوب پند گو بھی ہے محتاج پند کا

جب ہیں نہیں پسند تو پھر اور آپکے
عاشق ہوں اوسکی خاطر مشکل پسند کا

اے باد صبح تا بکجا اہتزاز گل
گوشہ اولٹ دے یار کے منہہ سے پرند کا

اوس ماہ وش کو غیر سیہ رو سے کام کیا
ہے فیض اپنی اختر بخت نژند کا

اوس کوچہ میں ہی غیرت خسرو گدا سے کم
کیون ناز مستمند سہی ارجمند کا

نالہ تو نارسا نہیں کیونکر گلہ کرون
میں شکوہ سنج ہوں تیری کاخ بلند کا

دیوان کو ہمارے بتوں کی نگاہ میں
اے شیفتہ ذرتبہ ہے جو بید وژند کا

کچھہ انتظار مجکو نہی کارساز کا
ناچار ہوں کہ حکم نہیں کشف راز کا

لگتی نہیں پلک سی پلک جو تمام شب
ہی ایک شعبدہ ترہ نیم باز کا

دشمن پی صبوح جگاتی ہیں یار کو
یہہ وقت ہی نسیم سحر اہتزاز کا

ایمن ہیں اہل جذبہ کہ رہبری اونکی ساتھہ
سالک کو ہی خیال نشیب و فراز کا

ہنسنی کی بعد بہی ہی وہی دل شگفتگی
کیا خوب حال ہی نگہ جاں نواز کا

تقوی میر اشعار ہی عصمت سرشت دوست
پہر مجھسے کونسا ہی سبب احتراز کا

ہاری عجب بات تو پہلے جہان ہیں
پایا کسینی گو تم افشا ہی راز کا

ساقی کی ہیں اگر یہی الطاف کیا عجب
ارض و سما میں ہوش نہو امتیاز کا

پیر مغاں نی رات کو وہ کچھہ دکہا دیا
ہرگز رہا نہ دہیان بہی حسن مجاز کا

دیتا ہے داغ رشک پرندے سپہر کو
جلوہ تمہاری معجز گو ہر طراز کا

پانی وضو کو لاؤ رخ شمع زرد ہے
مینا اٹہاؤ وقت اب آیا نماز کا

یکتا کسیکو ہمنے ندیکہا جہان میں
طول امل جواب ہی زلف دراز کا

جور اجل کو شوخی بیجا لکہا کیا
تہا محو شیفتہ جو کسی مست ناز کا

نہ اس زمانہ میں ہی چرچا ہی دانش و دین کا
نہ شوق شعر تر و بذلہ ہای رنگیں کا

شمیم لطف بہی ہی تو وحشت دل نے
کب انتظار کیا موسم ریاحین کا

نبات نعش کی کسو اسطے ٹہہار کہیں
نہیں ستارہ گہر خاندان پروین کا

ازل میں دیکھتی ہی ہم سخن کو سمجھے تھے
کہ مشتری نہیں اس گوہر نوآئیں کا

تماشا ہی نہایت خلاف شیوہ عشق
غلط ہی شوق ہمیں گریہ ہای نگیں کا

وہ طرفہ حال کہ جس سی جماد رقص کرے ہی
نہ رنگ بہی متغیر ہوا اہل تمکیں کا

ہزار مرتبہ فرہاد جان شیریں دی
دہی ہی حق نمک عشوہ ہای شیریں کا

عجیب حال میں ہی شیفتہ معاف کرو
جو کچھہ قصور بہی ہو اس غلام دیریں کا

ہائی اوس ترک جہانسوز پہ آنا دل کا
سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا

ہی تیرا سلسلۂ زلف بہی کتنا دلبند
پہنسی سی پہلی بہی مشکل تہا چہڑانا دل کا

دیکھتی ہم بہی کہ آرام سی سوتی کیونکر
نہ سنا تمنی کبہی ہای فسانہ دل کا

ہمسے پوچہیں کہ اسی کہیل میں کہوئی ہی عمر
کہیل جو لوگ سمجھتے ہیں لگانا دل کا

عاقبت چاہ ذقن میں خبر اوسکی پائی
مدتوں کسی نہیں لگتا تہا ٹہکانا دل کا

کسطرح درد محبت میں جتاؤں اوسکو
بہید لڑکو کسی نہیں کہتے ہیں دانا دل کا

ہم یہہ سمجھی تہی کہ آرام سی تم رکہوگے
لائی تمکو ہی منظور ستانا دل کا

ہم بہی کیا سادی ہیں کیا ہی توقع اوس سے
آجتک حسنی فرا حال نجانا دل کا

جلوہ گاہ غم و شادی دل اور شادی کیاب
کیوں نہو شکوہ سراپا نشانا دل کا

مشکل افتاد پڑی اور یہہ افسون وفا
آدمی کا نہیں مقدور بچانا دل کا

شیفتہ ضبط کرو ایسی ہی کیا بیتابی

جو کوئی ہو تمہیں احوال سُنانا دل کا

ہم پر ہے التفات ہمارے حبیب کا
گیر اگر نہیں ہی نفس عندلیب کا

لیٹ وہ ہے جلوہ زیر لباس سیاہ میں
جو عہد کو دکی میں گلہ تھا ادیب کا

اچھا جو اسکو سونگھی تو آجائی اُوسکو غش
اچھا اثر ہے زلف معنبر کی طیب کا

تیری گلی سی آ گے نہ ہرگز ہوا چلی
کوچہ سے تیری پانو نہ اوٹھی غریب کا

مصروف ہی بہت ہماری علاج میں
ہم بہی فورا علاج کریں گی طبیب کا

تسلیم ہی وفاق رضا سی ہی اتفاق
نہ چرخ کا گلہ نہ گلہ ہے نصیب کا

ہم پانو پہونک پہونک کی کہتی ہیں کیا کریں
اُوس بزم میں ہی خل سراسر رقیب کا

ہو جائی کاسہ لیس شکر فان ہیکدہ
جبکو کہ اشتیاق ہی حال عجیب کا

سُنتی ہی نام دشمن صد سالہ ہو گیا
پوچھا جو مجھسے نام کسی نے حبیب کا

اُوس رشک گل نی لی ہی جو بلبل تو شیفتہ
دیکھی چمن میں شور کوئی عندلیب کا

محو ہوں میں جو اوس ستمگر کا
ہی گلہ اپنے حال ابتر کا

حال لکھتا ہوں جان مضطر کا
رگ لبسمل ہے تار مسطر کا

آنکھ بھرنے سے تیری مجکو ہوا
گردش دہر دور ساغر کا

شعلہ دیدار شعلہ رنگ شراب
کام یہاں کیا ہے دامن تر کا

شوق محو تج بیقراری ہے
اور وعدہ ہے روز محشر کا

نقش تسخیر غیر کو اوس نے
خوں لیا تو میرے کبوتر کا
میری ناکامی سے فلک کو حصول
کام ہے یہہ اوسی ستمگر کا
اوسنے عاشق لکھا عدو کو لقب
ہائے لکھا میرے مقدر کا

آپ سے لخط لخط جاتے ہو
شیفتہ ہے خیال کس گھر کا

سب حوصلہ جو صرف ہوا جور یار کا
مجہپر گذر رہا ستم روزگار کا
تہا گیا ہجوم بہر زیارت ہزار کا
گل ہو گیا چراغ ہمارے مزار کا
جور و جفا بہی غیر پر اے یار دل شکن
کچہہ بہی خیال ہے دل امیدوار کا
کھلنے لگے ہیں از سر نو غنچہای زخم
یہہ فیض ہے صبا کی دم مشکبار کا
گو چاہتے ہو جامہ نہو چاک ناصحو
منگوادو پیرہن مجھے اوس گلعذار کا
ہر کوچہ میں کھلی ہی جو دکان میفروش
کیا فصل ہے شراب کی موسم بہار کا
گھبرا کے ادر غیر کے پہلو سی لگ گئی
دیکھا اثر یہہ نالۂ بے اختیار کا
وہ آتے آتے غیر کے کہنے سے تھم گئے
اب کیا کروں علاج دل بیقرار کا

آزاد ہے عذاب دو عالم سی شیفتہ
جو ہے اسیر سلسلۂ تابدار کا

اوس بزم میں ہر چیز سے کمتر نظر آیا
وہ حسن کہ خورشید جہد ایسی برآیا
[illegible] وہم کہ کیوں بجز آیا
اس راہ سے جاتا تہا ہماری بہی گھر آیا

کچھ دور نہیں اولسنی کہ نیرنج تبا دیں
کیا فائدہ گر آنکھ سی لخت جگر آیا

گو کچھ نہ کہا پر ہوئی دل میں متاثر
شکوہ جو زبان پر میری آشفتہ تر آیا

بیطاقتی شوق سی میں اُٹھ ہی چکا تھا
ناگاہ وہ بیتاب میری قبر پہ آیا

بیقدر ہی مفلس شجر خشک کی مانند
یہاں درہم و دینار میں برگ شجر آیا

حالِ دلِ صد چاک پہ کٹتا ہی کلیجا
ہر بارہ ایک لباس کا ٹکڑا نظر آیا

دیکھی کہ جدائی میں ہی کیا حال وہ بدظن
اسواسطے شب گھر میں میری بیخبر آیا

کیا دیر ہی ای ساقی گلفام سحر ہی
کیا عذر ہی ای زاہد خشک ابر تر آیا

روداد میں ہیں شیفتہ کے مختلف اقوال
پوچھینگے وہاں سے جو کوئی معتبر آیا

جب رقیبوں کا ستم یاد آیا
کچھ تمہارا بھی کرم یاد آیا

کب ہمیں حاجت پرہیز پڑی
غم نکھایا تھا کہ سم یاد آیا

نہ لکھا خط کہ خطِ پیشانی نے
مجکو ہنگام رقم یاد آیا

شعلۂ زخم سے اُٹھے صید فگن
داغ آہوئے حرم یاد آیا

ٹھیرے کیا دل کہ تری شوخی سے
اضطراب پئے ہم یاد آیا

خوبی بخت کہ پیمان عدو
اوسکو ہنگام قسم یاد آیا

کھل گئی غیر سے اُلفت اوسکی
جام مَی سے مجھے جم یاد آیا

وہ مرا دل ہے کہ خود بینوں کو
دیکھکر آئینہ کم یاد آیا

کس لئے لطف کی باتیں ہیں پھر
کیا کوئی اور ستم یاد آیا

ایسی خود رفتہ ہوای شیفتہ کیوں
کہیں اوس شوخ کا رم یاد آیا

قبر پر وہ بت گل فام آیا
بارے مرنا تو میرے کام آیا

دو قدم یہاں سے وہ کوچہ ہے مگر
نامہ بر صبح گیا شام آیا

مر گئے پر نہ گیا رنج کہ وہ
گور پر آئی تو آرام آیا

خیر باد اے ہوس کام کہ اب
دلمیں شوق بت خود کام آیا

شمع کیطرح اوٹھی ہم بھی جب
دشمن تیرہ سرانجام آیا

جب میری آہ فلک پر پہنچی
تب وہ مغرور سر بام آیا

جلد منگواؤ شراب گلرنگ
شیفتہ ساقی گلفام آیا

اوس سے ہیں شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا
کیا کروں تھا میری دلمیں سخن زباں تک آیا

قبر سے اوٹھکے بھی یہاں مکرر آیا
وہ تو آئی نہیں ہیں آپ میں کیونکر آیا

وعدہ کس شخص کا اور وہ بھی نہایت کچا
ہم بھی کیا خوب ہیں سچ مچ ہمیں باور آیا

مجھسے وہ شوخ کو اس شان سے آئی گویا
جنگ کیواسطے دارا سے سکندر آیا

جذبہ شوق کی تاثیر اسی کہتے ہیں
سنکے قاصد کی خبر آپ وہ در پر آیا

خاک ہونگا میری فکر نہ آیا ہو کہیں
آج اوس بزم سے کچھ غیر مکدر آیا

اڑ گئے ہوش کہ پیغام اجل ہی جواب — کوچہ یار سی زخمی جو کبوتر آیا

دل صد چاک میں ہے کاکل مشکیں کا خیال — گر مجھے گریہ جو آیا تو معطر آیا

ای اجل نیم نگہ کی تو مجھے مہلت دی — اہل ماتم ہیں یہہ چرچا ہے کہ دلبر آیا

اپنی محفل سی یہہ کہہ کر وہ اٹھایا مجکو — کہ منانیکے لئے آپ میرے گھر آیا

ندیا ہائی مجھی لذت آزار نے چین — دل ہوا رنج سی خالی یہی تو جی بھر آیا

آپ مرتے تو ہیں پہ جیتی ہی بن آئیگی
شیفتہ ضد پہ جو آئی وہ ستمگر آیا

رات دہان گلکی طرحسی جسی خنداں دیکھا — صبح بلبل کی روش ہمدم افغاں دیکھا

کوئی بیجان جہانمیں نہیں جیتا لیکن — تیرے مہجور کو جیتے ہوئی بیجاں دیکھا

میں کیا جانئے کس ذوق سی دی جان دم قتل — کہ بہت اوس سی ستمگر کو پشیماں دیکھا

نہوا یہہ کہ کبھی اپنی گلی پر دیکھیں — یوں تو سو بار ترا خنجر براں دیکھا

اسطرف کو بھی نگہ تا سر مژگاں آئی — باری کچھہ کچھہ اثر گریہ پنہاں دیکھا

پانی پانی ہوئی مرقد پہ میری آکی وہ جب — شمع کو نعش پہ پروانہ کی گریاں دیکھا

قطعہ

غم غلط کرنیکو احباب ہمیں جانب باغ — لیگئے کل تو عجب تنگ گلستاں دیکھا

دور دیں خاصیت اخگر سوزاں پائی — نسترن میں اثر خار مغیلاں دیکھا

ایک نالہ میں تمہاری فلک سی چھوٹی — جسکو دشوار سمجھتے تھے سو آساں دیکھا

کون کہتا ہی کہ ظلمت ہیں گم آتا ہی نظر
جو نہ دیکھا تہا سو ہمنے شب ہجراں دیکہا

شیفتہ زلف پہ پردہ کا پڑا سایہ کہیں
مینے جب آپکو دیکہا تو پریشاں دیکہا

جفا و جور کا اوس سی گلا کیا
جو پوچھی مہربانی کیا وفا کیا

وہ بے پروا جواب نامہ لکہے
خدا جانے کہ دشمن نے لکہا کیا

دیا کیوں ہونے اوس بدخو پہ عاشق
ہمارا دست کوئی بہی نہ تہا کیا

شمیم گل میں بوئی پیرہن ہے
غلط ہے یہہ کہ احسان صبا کیا

نہ لکہنا تہا غم ناکامئ عشق
جواب نامۂ بے مدعا کیا

ہمیں تہا آپ قصد عرض احوال
جو وہ خود پوچھتے ہیں پوچہا کیا

تماشا ہے جلے گر خانہ غیر
وہ کہتے ہیں کہ آہ شعلہ زا کیا

فنائے عاشقاں عین بقا ہے
دیت زندگی کیسی خون بہا کیا

اگر ہے بوالہوس تو قتل کر چک
عدو سی وعدۂ شوق آزما کیا

قطعہ

کہا کل مینے اے سرمایۂ ناز
تلوّن سے ہے تمکو مدعا کیا

کبہی مجھہ پر عتاب بے سبب کیوں
کبہی بو جہہ غیروں سی وفا کیا

کبہی محفل میں وہ بیباکیاں کیوں
کبہی خلوت میں یہہ شرم وحیا کیا

کبہی تمکین صولت آفریں کیوں
کبہی الطاف جرأت آزما کیا

کبھی وہ طعنہ ہائی جانگزا کیوں | کبھی یہہ غمزہ ہائی جانفزا کیا
کبھی شعر و نسی میری نغمہ سازی | کبھی کہنا کہ یہہ تمنے کہا کیا
کبھی بیجرم یہہ آزردہ ہونا | کہ کیا طاقت جو پوچھوں میں خطا کیا
کبھی اس دشمنی پر پہر نسکیں | پئی ہم جلوہ ہائی دلربا کیا
یہہ سب طول اور سنی سنکر بی تکلف | جواب ایک مختصر مجکو دیا کیا

ابہی ای شیفتہ واقف نہیں تم
کہ باتیں عشق میں ہوتی ہیں کیا کیا

وہ پریوش عشق کی افسوس مائل ہوگیا | صفت میں مشہور ہیں لوگو نہیں عامل ہوگیا
ہیں نہیں فرہاد وہ خسرو نہیں پہر کیا سبب | غیر کا مائل جو وہ شیریں شمائل ہوگیا
اشکباری ہمکنار یکم ہوسمیں رات تہی | قلزم گریہ کو اوسکا دہیان ساحل ہوگیا
زخم میری خنجر خونریز تہی اغیار کو | بیوفائی سی خجل کسوقت قاتل ہوگیا
اہل وحشت کو میری شورش سی لازم ہی حذر | ہیں وہ مجنوں ہمیں کہ مجنوں نکی مقابل ہوگیا
رشک خسرو بی تصرف ناز شیریں لیے اثر | سینۂ فرہاد مثل بیستوں سل ہوگیا
ہی خراش ناخن غم میں بہی کیا بیدگی | جو ہلال غرہ تہا سو ماہ کامل ہوگیا
عید کی دن ذبح کرنا اور بہی اچہا ہوا | حلقۂ اسلام میں وہ شوخ داخل ہوگیا
اوسکی اوٹھتی ہی ہاں ہلچل پڑگئی بس بزم میں | طور رز خسرب کو طور محفل ہوگیا
ہوش تو دیکھو کہ سنکر میری وحشت کی خبر | چہوڑکر دیوانہ پن کو قیس عاقل ہوگیا

ہاتھ اوٹھایا اونی قتل بگنہ سی کیبر لعبد
طالع اغیار سی جلاد عادل ہو گیا

حسن کی اعجاز نی تیری مٹایا کفر کو
تیری آگی نقش بانی نقش باطل ہو گیا

میری مرتی دم جو ردیا وہ بڑی تسخیر تھی
آب چشم یار آب چاہ بابل ہو گیا

ہی عدم میں بھی تلاش سرمہ دنبالہ نمک
شیفتہ تیغ نگہہ سی کسکی گھایل ہو گیا

یار کو محروم تماشا کیا
مرگ مفاجات نے بہہ کیا کیا

آپ جو ہنستی رہی شب بزم میں
جان کو دشمن کی میں رو دیا کیا

عرض تمنا سے رہا بیقرار
شب وہ مجھی میں اوسی چھڑا کیا

سرد ہوا دل وہ ہی غیر دلنسی گرم
شعلہ نے اولٹا مجھے ٹھنڈا کیا

مہر قمر کا ہی اب اونکو گمان
آہ فلک سیر نے بہہ کیا کیا

اونکو محبت ہی میں ننگ پڑ گیا
ڈر سے جو شکوہ عدد کا کیا

دیکھئے اب کون ملے خاک میں
یار نے گردوں سی کچھہ ایما کیا

حسرت آغوش ہی کیوں ہمکنار
غیر سی کب اوسنے کنارا کیا

چشم عنایت سی بچی جان مجھے
نرگس بیمار نے اچھا کیا

غیر کی کو جا ہیں گے اب شیفتہ
کچھہ تو ہے جو یار نے ایسا کیا

اوس خنجر ابرو کا گلا ہو نہیں سکتا
دل گوشت ہی ناخن سی جدا ہو نہیں سکتا

کچھ تو ہی اثر کر تیری قربان خموشی
نالوں سے تو کچھ کام میرا ہو نہیں سکتا

گر غیر بھی ہو وقف ستم تو ہی سلم
کچھ تمسے بجز جور و جفا ہو نہیں سکتا

کھولی گرہ دلکو تیرا ناخن شمشیر
یہہ کار اجل سی بھی روا ہو نہیں سکتا

سبقت ہو تجھے راہ میں اوس کوچہ کی مجھ پر
زنہار یہہ اے راہنما ہو نہیں سکتا

بیٹھے جو کبھا ہمدم اغیار نہو جے
تو چین ہمیں ہو کی کبھا ہو نہیں سکتا

یہہ راز محبت ہے نہ افسانہ بلبل
محرم ہو میری باد صبا ہو نہیں سکتا

کب طالع خفتہ نے دیا خواب میں آنی
وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہیں سکتا

وہ مجھسی خفا ہی تو اوسی یہہ بھی ہی بیا
پر شیفتہ میں اوس سی خفا ہو نہیں سکتا

صبح ہوتی ہے گیا گھر مہ تابان میرا
پنجہ رخوانی کیا چاک گریبان میرا

گرم گرم اوس رخ نازک پہ نظر کی کسنی
رشک گلریز ہی کیوں دیدہ گریان میرا

وادی نجد کو دلی سی نہ دو نیا نسبت
ہے وہ مجنوں کا بیابان یہ بیابان میرا

دیکھکر میری طرف ہنسکے کہا یہہ دم قتل
آج تو دیکھہ لیا آپ نے پیمان میرا

نہ گھر آیا نہ جنازہ پہ نہ مرقد پہ کبھی
حیف صد حیف نہ نکلا کوئی ارمان میرا

چارہ ساز و کوئی رہنا ہی بجز چاک ہوئے
آپ سے بار ستیں ہیں یہہ گریبان میرا

اوسکی زلفونکا نہو دہیان تو اے شیفتہ پھر
اس شب ہجر میں ہے کون نگہبان میرا

گور میں یاد قد یار نی سونی ندیا
فتنۂ حشر کو رفتار نے سونے ندیا

واہ ای طالع خفتہ کہ شب عیش میں بھی
وہم بیخوابی اغیار نے سونے ندیا

دار میں صورت آغوش سحر تک آنکھیں
شوق ہمخوابی دلدار نے سونے ندیا

یاس سے آنکھہ بھی جھپکی تو توقع سی کھلی
صبح تک وعدۂ دیدار نے سونے ندیا

طالع خفتہ کی تعریف کہاں تک کیجے
پانو کو بھی خلش خار نے سونے ندیا

درد دلسے جو کہا نیند نہ آئی تو کہا
مجکو کب نرگس بیمار نے سونے ندیا

شب ہجراں نے کہا قصہ گیسوے دراز
شیفتہ تو بھی دل زار نے سونے ندیا

آج ہی کیا آگ ہی سرگرم کیں تو کب تھا
شمع ساں مجبور خوی آتشیں تو کب تھا

آج ہی دعوے ہی کیا تجکو تبان دہر سے
غیرت غلماں و رشک حور عیں تو کب تھا

آج ہی ہر بات پر بیوجہ کیا رکتا ہی تو
ای ستمگار بر سر پرخاش و کیں تو کب تھا

آج ہی تیری جگہ کچھہ سینہ و دل میں نہیں
مثل تیر غمزہ ظالم دلنشیں تو کب تھا

آج ہی کیا شرم و شوخی کو ملایا ہی بہم
غیر سی بیباک مجھسی شرمگیں تو کب تھا

آج ہی کیا ہی فلک پر شکوۂ فریاد خلق
ای ستمگر آفت روی زمیں تو کب تھا

آج ہی کیا دشمنونسی قتل کی تدبیر ہی
ای جفاجو درپی جان حزیں تو کب تھا

آج ہی باتیں بناتی یہانتکی آنی ہیں نہیں
حیلہ گر تو کب نتھا عذر آفریں تو کب تھا

آج ہی اوٹھکر یہانسی کیا عدو کی گھر گیا
مہروش شب کو کہیں دنکو کہیں تو کب تھا

آج ہی ٹیکا مگانی سی لگی کیا چار چاند
فی تکلف بی تکلف مہ جبیں تو کب تھا

آج ہی کچھ سوز ہجراں سی نہیں پروانہ وار
شیفتہ بیتاب ردئی آتشیں تو کب تھا

ہیں پریشان گرد اور محفل نشیں تو کب تھا
ہر کہیں کس دن نہ تھا ہیں ہر کہیں تو کب تھا

یہاں سنگ حرف ملامت وہاں گرا عرض نیاز
سخت جاں ہیں کب نہ تھا اور نازنیں تو کب تھا

ناصح و واعظ کی مطعون ای صنم ہم کب تھی
آفت جان و بلائی عقل و دیں تو کب تھا

انتہا کی بات ہی یہاں ابتدائی عشق ہی
ہم تہی کب عجز گستر خشمگیں تو کب تھا

جستجو میں سرمہ تسخیر کی ہم کب تھے
چشم افسوں ساز سی سحر آفریں تو کب تھا

تجکو تسک الفت میں اپنی ہمکو وہم ربط غیر
بدگمان ہم کب تھی اور بی یقیں تو کب تھا

ناشکیبا مضطرب وقف ستم ہم کب تھی
ہم دنت بیوفا مصروف کیں تو کب تھا

تیری ان باتوں پہ ہم لٹھنے اٹھاتے کب تھی
ای ستمگر شیفتہ کا ہمنشیں تو کب تھا

ہیں وصل میں بھی شیفتہ حسرت طلب رہا
گستاخیو نمیں بھی مجھے پاس ادب رہا

تغیر وضع کی ہی اشارہ وداع کا
یعنے جفا پہ خوگر الطاف کب رہا

ہیں تنگ سی چلا تو کہا بے سبب چلا
اسیر جور رہگیا تو کہا بے سبب رہا

دم بھر بھی غیر پر نگہ لطف کیوں ہے اب
ایک عمر میں ستم کش چشم غضب رہا

سمجھا شب تو آہ میں بھی اثر جذب دلمیں بھی

کیونکر نہ آئے شیفتہ مجکو عجب رہا

بسکہ آغاز محبت میں ہوا کام اپنا — پوچھتی ہیں ملک الموت سی انجام اپنا

عمر کٹتی ہی تصور میں رخ و کاکل کی — رات دن اور ہی ای گردش ایام اپنا

وہاں یہہ قدغن کہ نہ آواز فغاں بہی پہنچی — یہاں یہہ شورش کہ گذرا ہو لب بام اپنا

اونسی نازک کو کہاں گرمی صحبت کی تاب — بس کلیجا نہ پکا ای طمع خام اپنا

تپش دل کی سبب سے ہی مجہی خواہش مرگ — کون ہی جسکو نہ منظور رہو آرام اپنا

بادہ نوشی سی ہماری جو لہو خشک ہوا — خون اغیار سی لبریز نہی کیا جام اپنا

لطف سمجھوں تو بجا جور ہی سمجھوں تو درست — تمنے بہیجا ہی مری پاس جو پیغام اپنا

ذکر عشاق سی آتی ہی جو غیرت اوسکو — آپ عاشق ہی مگر وہ بت خود کام اپنا

تاب بوسہ کی کسی شیفتہ دہ میں بہی اگر
کرچکی کام یہاں لذت دشنام اپنا

جی داغ غم رشک سی جلجائی تو اچہا — ارمان عدو کا بہی نکلجائی تو اچہا

پروانہ نہ بنا مری جلانیکو وفادار — محفل میں کوئی شمع بدل جائی تو اچہا

کس چین سی نظارہ ہر دم ہو میسر — دل کوچہ دشمن میں بہل جائی تو اچہا

تم غیر کے قابو سے نکل آؤ تو بہتر — حسرت یہہ مری دل کی نکلجائی تو اچہا

سودا زدہ کہتے ہیں ہوا شیفتہ افسوس
تہا دست ہمارا بہی سنبہل جائے تو اچہا

پلا جام ساقی مے ناب کا
کہ کچھ خط اوٹھی سیر مہتاب کا

دل زار کا ماجرا کیا لکھوں
فسانا ہی مشہور سیماب کا

کہاں پھر وہ نایاب پایا جسے
غلط شوق ہی جنس نایاب کا

نکلجو غل ای خوشنوایان صبح
یہہ ہی وقت اونکی شکر خواب کا

محبت نہ ہرگز جتائی گئے ؛
رہا ذکر کل اودہر باب کا

دم سرد سی لانہ طوفان باد
نہ سن ماجرا چشم پرآب کا

وہاں بیخودوں کی خبر کون لے
جہاں شغل ہو بادۂ ناب کا

وہاں تیرہ روزن کی پروا کسے
جہاں شوق ہو سیر مہتاب کا

وہ تشخیص شخصی بھی جاتی رہی
کنارا اوٹھتی ہی جلباب کا

ہیں بے جرم رہتا ہوں خایف کہ وہاں
جفا میں نہیں دخل اسباب کا

بڑی صبر آرام کی جان پر ؛
میری جان بے صبر و بیتاب کا

لب لعل کو کسکی جنبش ہوئے
ہوا میں ہی کچھ رنگ عناب کا

نہ کرنا خطا پر نظر شیفتہ
کہ اغماض شیوہ ہی احباب کا

تقلید عدو سی ہمیں ابرام نہوگا
ہم خاص نہیں اور کرم عام نہوگا

صیاد کا دل اوس سی پگھلنا متعذر
جو نالہ آتش فگن دام نہوگا

جس سی ہی مجھی ربط وہی ان کو کہا ہے ؛
الزام کے دینی سی تو الزام نہوگا

بیداد وہ اور او سپہ وفا یہہ کوئی مجبا
مجبور ہوا ہی دل خود کام نہوگا

وہ غیر کے گھر نغمہ سرا ہوں گی مگر کب
جب ہمسی کوئی نالہ سرانجام نہوگا

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ ہی کیا کام
بدنام اگر ہوں گی تو کیا نام نہوگا

قاصد کو قتل کبوتر کو کیا ذبح
لیجای ہی میر اب کوئی پیغام نہوگا

جب تک وہ اوٹھا بت ہی عدو دوست کہا تک
آزار عدو سی مجھی آرام نہوگا

یہاں جیتی ہیں امید شب وصل پہ اور وہاں
ہر صبح توقع ہی کہ تا شام نہوگا

قاصد ہی عبث منتظر وقت کہاں وقت
کس وقت او نہیں شغل می و جام نہوگا

دشمن پس دشنام بہی ہی طالب بوسہ
محو اثر لذت دشنام نہوگا

رخصت بس اب اے نالہ کہ یہاں ٹہر چکی ہی
نالہ نہیں جو آفت اجرام نہوگا

برق آئینہ فرصت گلزار ہی او سپہر
آئینہ نہ دیکھی کوئی گلفام نہوگا

ای اہل نظر ذرہ میں پوشیدہ ہی خورشید
ایضاح سی حاصل بجز ابہام نہوگا

اس ناز و تغافل میں ہی قاصد کی خرابی
بیچارہ کبہی لایق انعام نہوگا

اوس بزم کی چلنی میں ہو تم کیوں متردد
کیا شیفتہ کچہ آپکا اکرام نہوگا

دیکھوں تو کہاں تک وہ تلطف نہیں کرتا
آری سی اگر چیری تو میں اُف نہیں کرتا

تم دیتی ہو تکلیف مجھی ہوتی ہی راحت
سچ جانئی میں اُسمیں تکلف نہیں کرتا

سب باتیں اونہیں کی ہیں یہہ سچ بولیو قاصد
کچہ اپنی طرفسی تو تصرف نہیں کرتا

سو خوف کی ہو جائی نگر رند نظر باز
دل جلوہ گہہ انکشف و کشف نہیں کرتا

شوخی سی کسیطرح سے چین اوسکو نہیں ہی
آتا ہی مگر آکی توقف نہیں کرتا

اوس خوش ستمگر سی پڑا ہے مجھے پالا
جو قتل کئی پر بھی تاسف نہیں کرتا

جو کچھ ہی آئنا میں وہ ٹپکتا ہی انا سی
کچھہ آپ سی ہیں فکر تصوف نہیں کرتا

تسکین ہو کیا وعدہ سی معشوق ہی آخر
ہر چند سنا ہی کہ تخلف نہیں کرتا

کیا حال تمہارا ہے ہمیں بھی تو بتاؤ
بیوجہ کوئی شیفتہ اُف اُف نہیں کرتا

اپنی جوار میں ہمیں مسکن بنا دیا
دشمن کو اور دوست نی دشمن بنا دیا

مشاطہ نے مگر عمل سیمیا کیا
گلبرگ کو جو غنچہ سوسن بنا دیا

دامن تک اوسکی ہاتھ نہ پہنچا کبھی وہ تھا
جن ہاتہہ نے کہ جیب کو دامن بنا دیا

دیکھا نہو گا خواب میں بھی یہہ فروغ حسن
پردیکو اوسکے جلوہ نی چلمن بنا دیا

تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہہ اختیار
شب موم کر لیا سحر آہن بنا دیا

پروانہ ہی خموش کہ حکم سخن نہیں
بلبل ہی نغمہ گر کہ نواشن بنا دیا

صحرا نبا رہا ہی وہ افسوس شہر کو
صحرا کو جسکی جلوہ نے گلشن بنا دیا

مشاطہ کا قصور سہی سب بناؤ میں
اوسنی ہی کیا نگہہ کو بھی پر فن بنا دیا

اظہار عشق اوس سی نکرتا تھا شیفتہ
یہہ کیا کہ دوست کو دشمن بنا دیا

کیا لائق زکوۃ کوئی بینوا نہ تھا
انفاس یاد میں نفس آشنا نہ تھا

اس قوم کی سرشت میں ہی کم مجتبی تھا
شکوہ جو اوس سے تھی مجھی ہرگز بجا نہ تھا

تاثیر نالہ نکتہ بعد الوقوع ہے
یہاں غیر رسم اور کوئی مدعا نہ تھا

وحشت تھی مجکو پہلی ہی پر یہہ پیش تھے
شورش تھی مجکو پہلی ہی پر یہہ مزہ تھا

اونکی نگاہ ناز عجب تازیانہ تھے
مقدور پہر اودہر نظر شوق کا نہ تھا

افسوس وہ مظاہر گونی میں پہنس گیا
جو عالم عقول سی نا آشنا نہ تھا

تریاقی اسقدر رہی کیوں آپ رات کو
مدت میں گو ملی تھی مگر میں نیا نہ تھا

پی پردہ اونکے آنے سی حیرت ہوئی مجھی
وصل عدو کی رات تھی روز جزا نہ تھا

تان دنگ کی تھی ہمیں توفیق شیفتہ
ساز و نوا کے واسطے برگ و نوا نہ تھا

کل نغمہ گر جو مطرب جادو ترانہ تھا
ہوش و حواس و عقل و خرد کا پتا نہ تھا

یہہ بت کہ جائی نسبت ہے جب تھا نقاب میں
عہد شباب اور بتوں کا زمانہ تھا

معلوم ہے سناتی ہو ہر ایک بہانہ سے
قصد آگیا نہ آئی رات حنا کا بہانہ تھا

حسرت سی اوسکے کوچہ کو کیونکر نہ دیکھی
اپنا بھی اس چمن میں کبھی آشیانہ تھا

کیا میکدہ نہیں ہی کہ مدارس ہیں بے خبر
البتہ ایک وہاں دل بے مدعا نہ تھا

ساقی کی بی مدد نہ بنی بات رات کو
مطرب اگرچہ کام میں اپنی یگانہ تھا

کچھ آج اونکی بزم میں بیٹھے رہے بہ بند و بست
آلودہ می سی دامن باد صبا نہ تھا

دشمن کی فعل کچھ نہیں توجیہ کیا ضرور
تم سے فقط مجھے گلہ دوستانہ تھا

کل شیفتہ سحر کو عجب حال خوش میں تھی
آنکھونمیں نشہ اور لبوں پہ ترانہ تھا

تھا غیر کا جو رنج جدائی تمام شب
نیند اونکو میرے ساتھ نہ آئی تمام شب

شکوہ مجھے تہو جو کہ خاست حدسی ہو
وہاں صلح اکدم ہی لڑائی تمام شب

یہہ ڈر رہا کہ سوتی نپائیں کہیں مجھی
وعدیکی رات نیند نہ آئی تمام شب

پہنچ تو یہ ہی کہ بول گئی اکثر اہل شوق
بلبل نی کی جو نالہ سرائی تمام شب

دم بھر بھی عمر کھوئی جو ذکر رقیب ہیں
کیفیت وصال نہ پائی تمام شب

تھوڑا سا میری حال پہ فرما کر التفات
کرتے رہی وہ اپنی بڑائی تمام شب

وہ آہ تار و پود ہو جسکا ہوائی زلف
کرتی ہی عنبری وصبائی تمام شب

وہ صبح جلوہ جلوہ گر باغ تھا جو رات
مرغ سحر نے دھوم مچائی تمام شب

افسانی سی بگاڑ ہی اُن بن ہے خواب سے
ہے فکر وصل ذکر جدائی تمام شب

جسکی شمیم زلف پہ ہیں غش ہوں شیفتہ
اوسنے شمیم زلف سنگھائی تمام شب

یوں تو ہم گلرخاں میں ہی مس انکو اضطراب
جیسے بہار میں ہو عنادل کو اضطراب

نیرنگ حسن وعشق کی کیا کیا ظہور ہیں
بسمل کو اضطراب ہی قاتل کو اضطراب

آجائی ہمنشیں جو پریوش تو کیا نہو
دیوانہ وار ناصح عاقل کو اضطراب

سیماب وار ساری بدن کو ہی یہاں تپش
تسکین ہو سکی جو ہوا ایک دل کو اضطراب

وہ بادب شہید ہوں میرا جو نام لی
قاتل تو پہر نہ ہو کسی بسمل کو اضطراب

افسوس ہا و آہ سی اہل بہی نجائی اور
یوں ہی ہوا سی پردہ محمل کو اضطراب

ہیں جان بلب ہوں اور خبر وصل جان طلب
کیا کیا نہیں ہی بندہ و سائل کو اضطراب

لکھا ہی خط میں حال دل بیقرار کا
ہو گا ضرور شیفتہ حامل کو اضطراب

کیا اٹھہ گیا ہے دیدۂ اغیار سی حجاب
ٹپکا پڑی ہی کیوں نگہہ یار سی حجاب

لاؤ نعم نہیں جو تمنائی وصل پر
انکار سی حجاب ہی اقرار سی حجاب

تقلید شکل چاہئی سیرت میں بہی تجہی
کبتک رہی مجہے تیری اطوار سی حجاب

دشنام دیں جو بوسہ میں ابرام ہم کریں
طبع غیور کو ہی پر اصرار سے حجاب

رندی میں بہی گئی نہ یہہ مستوری صلاح
آتا ہے مجکو محرم اسرار سی حجاب

وہ طعنہ زن ہی زندگی ہجر پر عبث
آتا ہی مجکو حسرت دیدار سی حجاب

جوش نگاہ دیدۂ حیران کو کیا کہوں
ظاہر ہی روئی آئینہ رخسار سی حجاب

روز و شب وصال مبارک ہو شیفتہ
جور فلک کہو ہی ستم یار سی حجاب

دشمن سی ہی میری دل مضطر کی شکایت
کیونکر نکروں شوخی دلبر کی شکایت

دیوانۂ الفت ادب آموز خرد ہے
سودی میں نہیں زلف معنبر کی شکایت

جب تک قتل شہیدان وفا ہیں
ہر ایک کو ہے تیری خنجر کی شکایت

تیر ہو گیا ادن لب و دندان کا ہوں بیمار
نے لعل کا شکوہ ہے نہ گوہر کی شکایت

ہیں بوالہوسوں سے دل عاشق کا گلہ ہے
غیر دل سے ہے کرتا ہے کوئی گھر کی شکایت

ظلم پرستوں کی نگہ سے ہوں مقابل
ہوتی تھی کبھی کاوش نشتر کی شکایت

ہاں کانٹوں پہ بھی لوٹتے ہیں چین نہیں ہے
وہاں غیر سے ہے پھولوں کی بستر کی شکایت

ظلم بد آموز کو ہم کرتے ہیں یعنے
ہے شکر وفا جور ستمگر کی شکایت

بے پردہ وہ آئینگے تو کیسی مجھی ہو گی
اے شیفتہ ہنگامۂ محشر کی شکایت

اوس وفا کی مجھسے پھر امیدواری ہے عبث
دلفریبی کی لگاوٹ یہہ تمہاری ہے عبث

سمجھے جو کہ احسان جانتا ہو ناز سے
اوس ستم ایجاد سے امیدیاری ہے عبث

ہائے دوست بعد از مرگ بھی نظروں میں ہیں
دم بدم احسن سے علد کو بیقراری ہے عبث

ہیں کب پھل لگا تاثیر کیا ہو آہ میں
چشم تر کی صورت ابر اشکباری ہے عبث

غافل ہائے کی تجکو اور کو دل دیدیا
اے ستمگر اب تیری غفلت شعاری ہے عبث

ہجر میں چرخ دجل نے گر نکی یاری تو کیا
دشمنوں سے شیفتہ امیدداری ہے عبث

خامش راز گلستان عبث
تھو بلبل زار نالان عبث

یت تھی مجکو تو چین جبیں
کیا قتل کا اور سامان عبث

مقدم ہے ترک عدو کی قسم
وگرنہ یہہ سب عہد و پیماں عبث

جو آیا ہی وادی میں تو صبر کر
شکایات خار مغیلاں عبث

تکبر گدائی خرابات سے
نہ ای خواجہ کھو جان و ایماں عبث

وہاں صوت مینا و آوازِ ساز
خوش آہنگیِ مرغ شب خواں عبث

وہاں دشنہ بھی دنکو ہوتی ہے صبح
سحر خیزیِ عندلیباں عبث

دم خضر ہی چشمۂ زندگے
سکندر بسرِ آبحیواں عبث

پری کا وہاں مجکو سایہ ہوا
نہیں اشتیاق دلستاں عبث

طلبگار راحت ہیں نادر و مند
اگر درد ہی فکر درماں عبث

یہہ نازک مزاجوں کا دستور ہے
خشونت سی اندوہ حرماں عبث

شکایت کو اوسنے سنا ہی نہیں
کھلا غیر پر راز پنہاں عبث

میری غم میں گیسوی مشکیں کھول
نہو خلق کا دشمن جاں عبث

محبت جتاتا ہوں ہر طور سے
اثر کی نظر سوی افغاں عبث

نہ سمجھا کسینے مجھے گل نہ صبح
ہوا ٹکڑے ٹکڑے گریباں عبث

مجھے یوں بٹھاتے وہ کب بزم میں
اٹھائی رقیبوں نے طوفاں عبث

یہہ انداز دلکش کہاں شیفتہ
جگر کاوی مرغ بستاں عبث

ای شیفتہ نوید شب غم سحر ہی آج
ہمتاب آفتاب فروغ قمر ہی آج

آہنگ دلپذیر سے مطرب ہے جاں نواز
آہ جگر خراش کا ٹلا ہر اثر ہے آج

دلسے کشادہ تر نہو کیونکر فضاے بزم
تنگی خانہ حلقۂ بیرون در ہے آج

فانوس میں نہ شمع نہ شیشہ میں ہے پرے
ساغر میں جس بہار سے مے جلوہ گر ہے آج

پروانونکا دماغ بہی ہے آسمان پر
نور چراغمیں جو فروغ قمر ہے آج

ہر سمت جلوہ گر ہیں جوانان لالہ رو
گلزار جسکو کہتے ہیں وہ اپنا گھر ہے آج

ساماں وہ کہ آئی نہ چشم خیال میں
آاے رقیب دیکھہ کہ پیش نظر ہے آج

وہ دن گئے کہ ربط سر و سنگ تہا بہم
شکرانہ کی سجود ہیں اور اپنا سر ہے آج

اسباب عیش یہہ جو مہیا ہے شیفتہ
کیا پردہ تمسے آنیکی اونکی خبر ہے آج

شیفتہ ہجر میں تو نالۂ شبگیر نہ کھینچ
صبح ہونیکی نہیں خجلت تاثیر نہ کھینچ

اے ستمگر رگ جاں میں ہے میری پیوستہ
دم نکلجاے گا سینہ سے میری تیر نہ کھینچ

جو ریہہ بہی کوئی کرتا ہے عمل دنیا میں
رنج بیہودہ بس اے عامل تسخیر نہ کھینچ

عشق سے کیا ہے تجہے شکل تیری کہتی ہے
حسن تقریر کو آہیں دم تقریر نہ کھینچ

ہے یہہ سامان صفائی کا عدو سے کیونکر
دست مشاطہ سے یوں زلف گرہگیر نہ کھینچ

اے ستم پیشہ کچھہ امید تلافی تو رہے
دست نازک سے میری قتل کو شمشیر نہ کھینچ

چارہ گر فکر کر اسمیں کہ مقدر بدلے
ورنہ بیہودہ اذیت پے تدبیر نہ کھینچ

کون ہیجرم ہے جو شایق تعذیر نہیں
شوق تعذیر سے تو حسرت تقصیر نہ کھینچ

وجد کو نہ مژدۂ مرغ سحر کافی ہی
شیفتہ نازِ مغنی و مزامیر نہ کھینچ

ناصح پتان ہی شیفتہ نیم جانکی طرح
کیا دلمیں چبھہ گئی نگہہ جانستانکی طرح

بہتر ہے آپ غیر سی دل کھولکر ملیں
آخر تو یہہ بہی مسری ہی ہی امتحان کسطرح

اوس شمع رو کی بزم میں مانع تہا کوئی
ہوتی سبک جو نالۂ آتش فشانکی طرح

کیوں ہر نفس سی شہد خموشی سی بند لب
بہائی ہی دلکو کونسی شیریں بیانکی طرح

لڑتے ہیں آشتی نہ تغافل میں التفات
یہہ جور کی نکالی ہی تمنی کہانکی طرح

خمیازہ بند بند گسل ہے خمار سے
بدمست کر گئی یہہ کس ابرو کمانکی طرح

ہر ہر قدم پہ رشک سی جلتی ہی شمع قند
چلتا ہی وہ بہی شیفتہ میری زبان کسطرح

دیا ہی بوسہ مجھی جبکہ میں ہو گستاخ
غلط ہی بات کہ کم رزق ہی گدا گستاخ

تمہاری بزم میں افسردہ میں بیٹھونگا
نسیم باغمیں چالاک ہی صبا گستاخ

کہاں ہی غیرت شوخی کہ جائی عبرت ہے
نگاہ یار سی ہر وقت ہی حیا گستاخ

سفیہ جیسی کہ خدمت سی جل نکلتی ہیں
غرور مہر و وفا نی مجھی کیا گستاخ

لبوں سی جان ہی گستاخ ذوق بیحد سی
زباں نوسہ مجھی تونی کیوں کہا گستاخ

قبول کیوں نہوئی خواہش ہم آغوشی
کہ آشنا ونسی ہوتی ہیں آشنا گستاخ

عنان ضبط کوئی شیفتہ سی تہمتی ہی

کہ ہر کرشمہ ہی چالاک و ہر ادا گستاخ

روز غم میں کیا قیامت ہی شب عشرت کی یاد
اشک خوں سی آگئیں رنگینیاں صحبت کی یاد

میری حالت دیکھہ لو تغییر کتنی ہو چکی
وصل کی دن دمبدم کیوں تشنہ سا عشرت کیے یاد

ہیں ہم بیکس اور بیکسی پہ ترحم ہی ضرور
حسن روز افزوں دلا دیتا ہی ہر حالت کی یاد

طاقت جنبش نہیں اس حال پر قصد عدم
مر گئے پھر بھی رہیگی اپنی اس ہمت کی یاد

غالباً ایام حرماں بیخودی میں کٹ گئی
آتی ہی پھر آن کر بھولی ہوئی مدت کی یاد

دل لگانیکا ارادہ پھر ہی شاید شیفتہ
ایسی حسرت سے جو ہی گذری ہوئی الفت کی یاد

طلب بوسہ پر اوس لب سی شکر آب لذیذ
تند ہی تلخ ہی لیکن ہے مے ناب لذیذ

کچھہ مزا تو نسمجھہ خضر اُمور عشرت
سب مزے جو نہیں نہیں ایکسی اسباب لذیذ

سم کی تاثیر کری ہجر میں آب حیواں
مے گلگوں سے ہے وصل میں ہی آب لذیذ

روز زاہد سہی پر نہیں مقبول فغاں
تا نہ معلوم ہو تلخی مے ناب لذیذ

شیفتہ ذوق سحر اوسنی کہاں دیکھا ہی
وہ جو کہتا ہی کہ ہی آخر شب خواب لذیذ

وصل کی لطف اٹھاؤں کیوں کر
تاب اوس جلوہ کی لاؤں کیوں کر

گرمجوشی کا کروں شکوہ کہ وہ
کہتے ہیں تجکو جلاؤں کیوں کر

کیا کروں ہائی ہیں بیتاب وہ شوخ
چین سے پاس بٹھاؤں کیوں کر

ہر بن مو سی دہواں اوٹھتا ہی
آتش غم کو چھپاؤں کیونکر

میری آنی سی تم اوٹھہ جاتے ہو
بزم دشمن میں نہ آؤں کیونکر

یاد نے جسکی بھلایا سب کچھہ
اوسکی میں یاد بھلاؤں کیونکر

آپ بہایا مجھے رونا اپنا
کھنچتے ہیں ہائی میں جاؤں کیونکر

چارہ غیر سے فرصت ہی نہیں
درد دل اوسکو سناؤں کیونکر

زندگانی سے خفا ہوں اپنی
پھر کھو تمکو مناؤں کیونکر

اوسکی آتے ہی بھڑک اوٹھی اور
آتش دلکو بجھاؤں کیونکر

شور محشر ابھی چونک اوٹھی گا
شیفتہ کو میں جگاؤں کیونکر

شیفتہ آیا ہو نہیں کسکا تماشا دیکھکر
رہ گئی حیراں مجکو سب خود آرا دیکھکر

شوق خوباں باڑ گیا حوروں کا جلوہ دیکھکر
رنج دنیا مٹ گیا آرام عقبے دیکھکر

ہی وہ آتش جلوہ اخگر افشاں ہائی شور سے
شمع رو دیتی ہی پروانہ کو جلتا دیکھکر

خنجر گذری سو گذری پر یہی اچھا ہوا
خط دیا تنہا نامہ بر نے اوسکو تنہا دیکھکر

سائل مبرم کی یہتی مجہہ فرمانے لگے
آرزو کی شوق کا گرم تقاضا دیکھکر

ہی وہ ہاں سستی طلب میں اب انکو خفا کھا کھا کر
کام کرتے ہیں مزاج کار فرما دیکھکر

ہیں تو دونو سخت لیکن کونسا ہی سخت تر
اپنی دلکو دیکھنے میرا کلیجا دیکھکر

گانو بھی ہمکو غنیمت ہی کہ آبادی تو ہی
آئی ہیں ہم بخت بر آشوب صحرا دیکھکر

اب کسی لاؤں گواہی کی لئی وُہ جزا
میری ہی دشمن ہوگئی اُوسکو اجبّا دیکھکر

ہیں کمین تو بہیں ہوں آپ لیکن کیا کروں
مونھہ ہیں بھر آتا ہی پانی جام و مینا دیکھکر

التماس وصل پر بگڑی تھی بہ مذہب اُنکو
کچھہ نہ بن آئی مگر جوش تمنا دیکھکر

دوستی کرتی ہیں ارباب غرض ہر ایک سے
میری عاشق ہیں عدو اب ربط اسکا دیکھکر

بی نقط مجکو سناؤگی جو دیکھو گی ستم
آپ عاشق تو ہوئی ہیں شوق میرا دیکھکر

پھر کھوگی اوسکو دل فریاد ای ارباب دل
جو نہو بیتاب و مضطر روی زیبا دیکھکر

یار پہلو ہیں نہیں می جام و مینا ہیں نہیں
اتم ہوئی حیران مجکو ناشکیبا دیکھکر

ناگہاں باد موافق شیفتہ چلنے لگی
جان پر کل بن رہی تھی شور دریا دیکھکر

تھا قصد بوسہ نشہ ہیں سرشار دیکھکر
غش آگیا مجھی اُنہیں ہشیار دیکھکر

کچھہ بیم قتل سی نہیں آنکھوں ہیں اشک سرخ
کھاتا ہی جوش خون تیری تلوار دیکھکر

جاتی ہیں اور منع کی طاقت نہیں مگر
رہ جائیں آپ وہ مجھی ناچار دیکھکر

پر وہ بیکا یاد نہ بی پردگی ہے یاد
غش ہوگیا ہیں کعبہ کی استار دیکھکر

پیر خیل عاشقان مجھی کہتی ہیں بوالہوس
عاشق کا اوسکو مائل آزار دیکھکر

آتی ہیں یاد کاکل و لب کی حکایتیں
روتا ہوں دام مرغ گرفتار دیکھکر

کیا بنگیا ہوں صورت دیوار دیکھنا
صورت کسیکی ہیں در و دیوار دیکھکر

رحم ایسی سادگی پہ ستمگر ضرور ہے
عاشق ہوئی ہیں ہم تجھے پرکار دیکھکر

کم رغبتی سی لیتی ہیں دل ہوشیار ہیں
بڑہتا ہی مول شوق خریدار دیکھکر

کہتا تہا وقت مرگ کی ہرایک سی شیفتہ
دنیا کسیکو دل تو وفادار دیکھکر

یوں پاس بوالہوس ہیں چشم غضب سے دور
یہہ بات ہی بُری دل عاشق طلب سے دور

دیوانہ میں نہیں کہ انا لیلی لب پہ آئی
باتیں خلاف وضع ہیں اہل ادب سی دور

مجکو سنا کی کہتی ہیں ہمدم سی یاد ہے
ایک آدمی کو چاہتی تہی ہم بہی ب سی دور

جو لطف میں بہی پاس بٹہکنے ندی کبہی
رکہیو الٰہی ایسکی مجکو غضب سی دور

کیونکر میں انجمن میں تمہاری شریک ہوں
ارباب رنج رہتی ہیں اہل طرب سی دور

ہمسی اُوسی معاملہ تہا جان وجسم کا
ہرگز ملاپ گاہ ہوا ہی حبب سی دور

تو بہی جو میری پاس آئی تو کیا کروں
نیری ہی پاس سی تو میں رہتا ہوں سب سے دور

میں غیر بوالہوس نہیں ڈرتی ہو کسلئی
مجہسے نہ رکہو بوسہ میں تم لب کو لب سے دور

بوس وکنار کی نکرونگا ہوس کبہی
یہہ خواہشیں ہیں عاشق حسن طلب سے دور

آغاز عمر ہی میں ہی ہمکو خیال حج
دلّی جو شیفتہ ہے دیار عرب سی دور

ہم بے نشاں ہیں اور وفا کا نشاں ہنوز
ہی خاک تن ہوا وہوا خونفشاں ہنوز

بیت الحزن میں نغمۂ شادی بلند ہی
نکلا ہی باب مصر سی ہے کارواں ہنوز

صبح شب وصال نے صبح ہے مگر
پردیں ہنوز جلوہ گرد کہکشاں ہنوز

ہرگز ابھی شکایت دشمن بجا ہئے
ہم پر ابھی یار خوب نہیں مہرباں ہنوز

کیونکر کہیں کہ چھٹ گئی ہم بند جسم سی
اوس لفت پیچ پیچ میں الجھی ہئے جاں ہنوز

جو بات میکدہ میں ہے ایک ایک زبان پر
افسوس مدرسہ میں ہی بالکل نہاں ہنوز

ضبط و شکیب بھاں ہی نقاب جمال شوق
کیوجہ وہاں نہیں ہی سر امتحاں ہنوز

مدت ہوئی بہار جہاں دیکھتے ہوئی
دیکھا نہیں کسی نی گل بیخزاں ہنوز

اکثر ہوا ہے مجکو سفر در وطن مگر
لایا نہ دوستونکی لیئے ارمغاں ہنوز

ایک شب ہوا تہا جلوہ نما چرخ پر وہ ماہ
مدہوش ہیں ملایکہ آسماں ہنوز

ناآشنا رقیب سے ہے آشنا ابھی
ناآشنا ہی لب سے ہماری فغاں ہنوز

آشفتہ زلف چاک قبا نیمبار چشم
ہیں صحبت شبانہ کی ظاہر نشاں ہنوز

اے موجہ نسیم ذرا اور ٹہیر جا
ہی خاک پر ہماری وہ دامن فشاں ہنوز

میخانہ میں تمام جوانی بسر ہوئے
لیکن ملا نہ منصب پیر مغاں ہنوز

اے تاب برق تھوڑی سی تکلیف بعد بہی
کچھ رہ گئی ہیں خار و خس آشیاں ہنوز

آتا ہو نہیں ہیں سی ذرا صبر شیفتہ
سونیکے قصد میں بہی نہیں پاسباں ہنوز

ہند کے وہ زمین ہے عشرت خیز
کہ نہ زاہد جہاں کریں پرہیز

وجد کرتے ہیں پیکے مے صوفی
مست ہوتے ہیں صبح تک شب خیز

رندگی یہاں تو شاہد و مے سے
پارسا کو نہیں گزیر و گریز

سخت مشکل ہی ایسی عشرت میں　　خطر حشر و بیم رستا خیز
ہی غریبوں کو جرات فرہاد　　ہی فقیروں کو عشرت پرویز
عیش نے یہاں بٹھا دیا ناقہ　　غم نے کی یہاں کسی رخش کو مہمیز
کوئی یہاں غم کو جانتا ہی نہیں　　جز غم عشق سو ہی عیش آمیز
باد صرصر یہاں نسیم چمن　　نار عنصر سے آتش گل تیز
بوستاں کے طرح یہاں صحرا　　دل کشا دلپذیر دل آویز
کوئی پامال جور چرخ نہیں　　کتنی ہی یہہ زمین راحت خیز
اثر زہرہ اوسمیں یہاں پایا　　وہ جو مریخ ہے بڑا خونریز

شیفتہ تھام لو عنان قلم
یہہ زمیں گرچہ ہے ہوس انگیز

دور رہنا ہمسی کہانتک اور بیگانیکی پاس　　ہیں قریب مرگ کیا اب بھی نہیں آنیکی پاس
جلوہ آرا بسکہ تھا وہ شمع سیارات کو　　ہم بھی مر کر ہاگئی مجلس میں پروانیکی پاس
آفریں طفیل وحشت مرحبا جوش جنوں　　وہ یہہ کہتی ہیں کہ کیونکر جائیں دیوانیکی پاس
غیر سی کھوائیں ہار دنسی سمجھوائنگی ہم　　دیکھہ لینگی پھر کہ تم کیونکر نہیں آنیکی پاس

شیفتہ نے قصۂ مجنوں سنایا رات کو
آگیا میرا دنہیں سنتی ہی افسانیکی پاس

اٹھی نہ چھوڑ کے ہم آستان بادہ فروش　　طلسم ہوشربا ہی دکان بادہ فروش

کھلا جو پردۂ روئی حقایق اشیا
کھلی حقیقت راز نہان بادہ فروش

فسردہ طینتی و کاہلی سی ہمنے کبھی
شباب مین بہی نہ دیکھی دکان بادہ فروش

یقین ہی کہ مئی ناب مفت ہاتھہ آئی
یہہ جمیں ہی کہ ہنوں میہمان بادہ فروش

قدح سی دل ہی مُراد اور مے سی عشق غرض
مین وہ نہیں کہ نہ سمجھوں زبان بادہ فروش

عجب نہیں کہ کسی روز دہ بہی آنکلیں
کہ ہے گذرگہ خلق آستان بادہ فروش

مے و سرود کی اسرار آپ آکر دیکھہ
نپوچہہ مجھسے کہ ہوں رازدان بادہ فروش

شراب دیکھہ کہ کس رنگ کی پلاتا ہی
خبر اسکی اور نہیں امتحان بادہ فروش

تری شمیم نی گلزار کو کیا برباد
تری نگاہ نی کہوئی دکان بادہ فروش

عبث ہی شیفتہ ہر ایک سی پوچھتے پہرنا
ملیگا بادہ کشوں سی نشان بادہ فروش

اونکو دشمن سی ہی محبت خاص
یہہ ہمارا ہے ثمرۂ اخلاص

وجد مین لاتی اہل درد ہمیں
باد کی ساتھہ خاک ہی رقاص

دل کی ٹکڑی اوڑے نہیں ہی گناہ
نفس کو قتل کر نہیں ہے قصاص

حسن باطن زبونی ظاہر
ہے مے ناب اور جام رصاص

کیا مزہ تمسے آشنائی کا
ما شربتم مدامة الاخلاص

ہجر زہر اور وصل ہے تریاق
زہر و تریاق کا جدا ہے خواص

قسمت اوسکی خبر نہ جسکو
عام اس دور مین ہی بادۂ خاص

دام سے تیرے موسم گل ہیں ۔ بلبلونکو نہیں ہوا ہے خلاص

شیفتہ نے ہماری داد نہ دی
سچ ہے القاص لایحب القاص

ہے دلکو یوں تری قُم اعجاز اثر سی فیض ۔ غنچہ کو جیسی موجہ باد سحر سی فیض
عشاق سی نگاہ نرکھو دریغ تم ۔ پاتی ہیں لوگ خدمت اہل نظر سی فیض
ہی عالم کبیر میں بہی یوں ہی جسطرح ۔ دلسی جگر کو فیض ہی دلکو جگر سی فیض
آزردہ جفای دیُ تیر کو نہیں ۔ یکذرہ آب و آتش لعل و گہر سی فیض
اپنی نہاد میں نہیں احسان فراموشی ۔ پایا ہی ہمنی صاعقہ کا ابر تر سی فیض
زر کسب کرکے کی عشرت خسرو نصیب ہو ۔ فرہاد کو نہ ہی ہوا جو ہنر سے فیض
لگتی ہیں اُسکی سینہ دہر سی مدام ہم ۔ ہوتا ہی ہمکو روزمرہ سیمبر سی فیض
ارباب خانقاہ ہیں محتاج اغنیا ۔ کافی ہے ہمکو پیر مغان تیری در سی فیض
بلبل ہماری گہر وہ خود آتی ہیں رحم سے ۔ فرزندہی پر ہیں یہاں بال و پر سی فیض

خرم نہاد دیکش و زاہد شگفتہ دل
ہے شیفتہ ہر ایک کو وقت سحر سی فیض

لازم ہی بیوفا تجہی اہل وفا سی ربط ۔ کیسا ہی دیکھہ عکس کو آئینہ و ادا سی ربط
یہہ ناخن خراش ہیں بگڑی گیا کہوں ۔ اکدم ہوا جو عقدۂ بند قبا سی ربط
ناصح میری ملامت بیجا سی فائدہ ۔ بی اختیار دلکو ہی اُس دلربا سی ربط

ادس ہمرد مہر کو ہوا اثر پر جو ہو سکی
کام وو ہاں کو میری دم شعلہ زا سی ربط

کیجے گر انسی شکوۂ انجام کار عشق
کھتے ہیں مجکو تم سی نہ تھا ابتدا سی ربط

دو دن میں تنگ ہو گئی جور سپہر سی
اس حوصلہ پہ کرتی تھی اوسکی جفا سی ربط

کیا کیجے بدگمانی ابرو کا دہیان ہی
کرلے وگرنہ ہجر میں تیغ قضا سی ربط

تیری ستم سی ہی یہہ غالب پہ دمبدم
یارب نہو کسیکو کسی بیوفا سے ربط

صبح شب فراق کیا لطف مرگ نے
کیا دیر میں ہوا ہمیں زود آشنا سی ربط

فریاد نزع کان تک اوسکی نجا سکی
تھا شیفتہ ہمیں نفس نارسا سی ربط

تیری فسونکی نہیں میری لییں جا واعظ
صنم پرست ہو نہ بندۂ ریا واعظ

کسی صنم نی مگر آپ کو جلایا ہی
نہیں تو حوردنکی کیوں اسقدر ثنا واعظ

تمہاری حسن جہانسوز سی میں جلتا ہوں
کہاں رقیب میری شیخ و پارسا واعظ

لگا کے دیکہیں ہی خوب گون دو نہیں
ہم اوسکو لاتی ہیں تو حور کو بلا واعظ

تیری غضبون اثر ریز سی رسا تر سی
فغان کی اثر و آہ نارسا واعظ

کمی تہی حالت نہ دیکہیں اوسکو کیا یارو
کوئی یہہ پوچھی کہ کیوں شیفتہ ہنا واعظ

خورشید کو اگرچہ نہ پہنچی ضیا میں شمع
پروانہ کو نہ پہنچیں پر سوا می شمع

اس تیرہ روزگار میں مجسا جگر گداز
مشعل جلا کی ڈہونڈ ہی کوئی اگر ہیا سی شمع

روز فراق میں ہی قیامت جمال گل
شبہای ہجر میں ہی مصیبت لقای شمع

پروانی کیا خجل ہوئی دیکھا جو صبح کو
تہا شب کو اسکی بزم میں خورشید جای شمع

اوس رشک شمع و گل کی ہی کچھ آب و تاب اور
دیکھی ہیں جلوہ ہای گل و شعلہ ہای شمع

دیتی ہی اودگرمی پروانہ داغ رشک
شبہای ہجر میں گھر کی کیونکر جلای شمع

کیا حاجت آفتاب کی گھر میں چراغ کی
ہی حکم شب کو بزم میں کوئی نہ لای شمع

اوس لعل بی بہا سی کہاں تاب ہمسری
روشن ہی بات قیمت گل اور بہای شمع

خورشید جسکی جلوہ سی ہو شمع صبحدم
کیا ٹھہری اوسکی سامنے نور ضیای شمع

اس تیرہ شب میں جائینگی کیونکر عدو کی گھر
میرا رقیب وہ ہی جو اونکو دکھای شمع

آتی ہیں وہ جو گور پہ میری تو بہر زیب
کوئی نہ لای پھول نہ کوئی منگای شمع

گل پر لگا کی آپسی کھنچیں گے بی طلب
آئیگی اپنی پانوسی یہاں بن بلای شمع

ڈرتی ہی اوٹھا نہ دی کہیں وہ بزم عیش سے
کیا تاب ہے کہ شیفتہ آنسو بہای شمع

دیگر

کیا غیر تہا کہ شب کو تہا جلوہ گر چراغ
رہتا ہی ورنہ گھر میں تیری تا سحر چراغ

کیا لطف آہ صبح شب ہجر مہروش
کیا فائدہ جو کیجیے روشن سحر چراغ

پروانہ گر بچا ہی تو بیجا ہی لاف عشق
روشن ہے میری نالوں سی افلاک پر چراغ

ہر بار کرتی طریقہ پروانہ اختیار
اوس تاب بخشی کیجی روشن اگر چراغ

پروانہ ہو گیا ہی رقیب گستاخ ہی
اوس مہروش کی جلوہ کی آگی قمر چراغ

گستاخ ہونگی تاب کسی اوسکی بزم میں
بیباکی نسیم سی ہرگز نہ ڈر چراغ

ہی شمع انجمن وہ مہ آتشین عذار
گھی کی جلینگے آج تو دشمن کی گھر چراغ

کرتا ہوں فکر شعر جو میں شب کو شیفتہ
رہتا ہے خوابگہ میں میری رات بہر چراغ

وہاں ہوا پردہ اٹھانا موقوف
یہاں ہوا راز چھپانا موقوف

غیر کو رشک سی کیا آگ لگے
کہ ہوا میرا جلانا موقوف

ذکر شیریں کی اگر بندی ہے
کوہکن کا بھی فسانا موقوف

اب کس امید پہ وہاں جائی کوئی
کہ ہوا غیر کا آنا موقوف

رم آہو سے وہ رم یاد آیا
دشت و صحرا میں بھی جانا موقوف

بدر باغ آج ہوا وہ گل رو
شیفتہ عطر لگانا موقوف

پابندی وحشت میں ہیں زنجیر کی مشتاق
دیوانی ہیں اوس لف گرہ گیر کی مشتاق

بیرحم نہیں جرم وفا قابل بخشش
محروم ہیں کس واسطی تعذیر کی مشتاق

رہتی تھی ہم جنسی مثال ورق و حرف
اب اونکی رہا کرتی ہیں تحریر کی مشتاق

لکھتا ہوں جو میں آرزوئی قتل ہیں نامی
ہیں میری کبوتر بھی تیری تیر کی مشتاق

کیوں قتل میں عشاق کی اتنا ہی تغافل
مرجائینگی ظالم دم شمشیر کے مشتاق

ای آہ ذرا شرم کہ وہ کہتے ہیں اکثر
مدت سی ہیں ہم آہ کی تاثیر کی مشتاق

سیماب تھا دل جلکی سو اب خاک ہوا ہی
لیجائیں میری خاک کو اکسیر کی مشتاق

کیا ہجر کیدن آنہیں ہی عذر نہیں تو
ہم ہیں ملک الموت کی تقریر کی مشتاق

دل سرد ہوا شکی تری نالہ موزوں
تہی شیفتہ ہم محسن تاثیر کی مشتاق

رہ جای کیوں نہ ہجر میں جان آکی لب تلک
ہم آرزوی بوسہ بہ پیغام اب تلک

کہتے ہیں بیوفا مجھی مینی جو یہہ کہا
مرتی رہیں گی آپ جیتی ہیں جب تلک

تمکین حسن ہی کہ نہ بیتاب ہو سکا
خلوت میں بہی کوئی قلق پی دب تلک

آجائی کاش موت ہی تسکیں نہو نہو
ہر وقت بیقراری ہی کوئی کب تلک

وہ چشم التفات کہاں اب جو اسطرف
دیکہیں کہ ہی دریغ نگاہ غضب تلک

ایسی کریم ہم ہیں کہ دیتی ہیں بے طلب
پہنچا دی یہہ پیام اجل جاں طلب تلک

مایوس لطف سی نکرای دشمنی شعار
امید سی اٹہاتی ہیں ہم جور اب تلک

یہاں عجز بی ریا ہی نہ وہاں ناز دلفریب
شکر بجا رہا گلۂ بے سبب تلک

ایسی ہی بیقراری رہی متصل اگر
ای شیفتہ ہم آج نہیں بچتی شب تلک

طالع خفتۂ دشمن نجگانا شب وصل
دیکھہ ای مرغ سحر غل نہ مچانا شب وصل

اونکو منظور نہیں نیند کا آنا شب وصل
اسلئی کہتی ہیں غیروں کا فسانا شب وصل

صبر پروانہ کا مجہ پر پڑی ڈرتا ہوں
ماہرو شمع کو ہرگز نہ جلانا شب وصل

خواہش کام دل اتنی نکرای شوق کہ وہ
ڈہونڈتی ہیں چلی جانیکو بہانا شب وصل

آپ سنت سی بلانی تجہی کیونکر آؤں
شائمیں صحبت ناکس سی خلل آتا ہی
تیرگی بخت سیہ سی میری بیجا کر ضرور

غیر کے گھر میں ہی تیرا تو ٹھکانا شب وصل
صبح ہجر انکو لیس اب تہہ نہ لگانا شب وصل
جلوہ اُس مہر لقا کا ہی چھپانا شب وصل

ورنہ ہجر انہیں اُٹھ ہی جاتی ہو کیوں ڈرنا سی
شیفتہ اور بہی تم لطف اُٹھانا شب وصل

اصحاب درد کو ہی عجب تیز ہی خیال
عہد وفا کیا ہی نبائینگی تنگ عبث
کیا کچھ ہا نسی منزل مقصود پاس ہے
ناز و غرور ٹہیک ہی جور و جفا درست
ساقی پلادہ بادہ کہ غفلت ہو اگہی
ہم اگلی عشق والوں کی تقلید کیوں کریں
اہل طریق کی ہی روش سب سے ہی الگ
ہنگام عہد کام میں لائی وہ ایسی لفظ
ما وا تتبعھن وانتن فی البیوت
یہہ بات مجہ غلط ہی کہ دیوان شیفتہ

مثل زبان نطق قلم کی زبان حال
وعدہ کیا ہی آئینگی بیجا ہی احتمال
یا ایہا الذین سکنتم علی الجبال
کسکی ہوا نصیب یہہ حسن اور یہہ جمال
مطرب سنا وہ نغمہ کہ ہو جسمی قال حال
ای خوردہ گیر سخن رجال و ہم جال
جتنا زیادہ شغل زیادہ فراغبال
جنکو معانی متعدد ہیں اشتمال
ما ذا تنقلن وانتن فی الجبال
ہی نسخہ معارف و مجموعہ کمال

لیکن مبالغہ تو ہے البتہ اسمیں کم
ہاں ذکر خدّ و خال اگر ہی تو خال خال

یہاں تلک آ نہیں تھیں ان کو جو تمکین کا خیال
غالباً کچھ تو ہوا ہی میری تسکین کا خیال

کف افسوس ملی سی بھی پڑی ہاتھ میں نقش
بسکہ ہی دل میں میرے دست نگارین کا خیال

گو مجھے عاشق و مفلس وہ کہیں طعنہ سی
تو بھی کیونکر نہ رکھوں ساعد سیمین کا خیال

تعزیت کو میری وہ آئی تو کیا ذلت ہی
اہل ماتم کو نہیں بزم کی تزئین کا خیال

کیوں نہ ہو دست قرہ مانیو نگار نگیں
مرتی دم تہا مجھی آغشتہ پنجۂ رنگین کا خیال

سخن عشق ہی تہہ کی لکیر ائے پرویز
دل فرہاد سی کیونکر مٹی شیریں کا خیال

کیا مسلماں ہیں ہم شیفتہ سبحان اللہ
دل سی جاتا نہیں دم بھر بت بیدیں کا خیال

بلبل کو بھی نہیں ہی فراغ صدائے گل
بگڑی ہی تیری دور میں ایسی ہوائی گل

ہنگام غسل جو غیر کو اُس نی سنگھائی گل
جنت ہیں لیچلی میری جانکو ہوائی گل

ایما ہی بعد مرگ بھی ہم پیو خار ہے
اسواسطی مزار پہ میری چڑھائی گل

مرتے ہیں گل کے نام ہی پر بلبلیں کہ اب
پہرتی ہیں ساتھ ساتھ میری جیب سے کھائی گل

کھٹکوں عدو کی آنکھ میں تا مرگ بعد بھی
کانٹی میری مزار پہ رکھنا بجائی گل

کس کسطرح سی کھوئی گئی غیر کیا کہوں
روز جزا بھی سینہ پہ میری جو پائی گل

جلتی ہی تیری حسن جہانسوز سی بہار
نکلینگے شعلے خاک چمن سی بجائے گل

آخر دو رنگی اُس گل رعنا پہ کھل گئی
لوگونکو دیکھکر جو عدو نے چھپائی گل

عاشق سی پہلے سلسلہ محبت میں جان دے
کیونکر نہ عندلیب کی جان فدائی گل

خاموش عندلیب کہ طاقت نہیں رہی
ہیں چاک پردہ ہی کانکی شکل قبای گل

شاید وہانی لائیگا اوسکو کہ غیر نے
بستر پہ میری کانٹونکی بدلی بچھائی گل

جس گلمیں ہی ارادہ چمن میں بہلا لکھا
ای بلبلو تمہیں کو مبارک ادای گل

میرا ادنہیں کو غم ہی کہ بلبل کی آہ پر
کرتا ہی کون چاک گریباں سوای گل

جنت میں پہنچیں بلبلیں پروانی جلگئی
اب کون شمع گور پر اور کون لای گل

ایک گل کا شوق تہا سبب اپنی وفات کا
پہولونکی دن میری کفنانی منگای گل

لکہی یہہ ہمنی وہ غزل تازہ شیفتہ
ہر شعر جسمیں داغ وہ دستہ ہای گل

گہہ ہمسی خفا وہ ہیں گہی اونسی خفا ہم
مدت سی اسیطرح نبہی جاتی ہی باہم

کرتے ہیں غلط یار سی اظہار وفا ہم
ثابت جو ہوا عشق کجا یار کجا ہم

کچہہ نشہ مے سی نہیں کم نشۂ نخوت
تقوی میں بہی صہبا کا اوٹہاتی ہیں مزا ہم

موجود ہی جولاؤ جو مطلوب ہی وہ لو
وہ دن بہی عجب تہے کہ ہم اور آپ تہے باہم

کیا کرتی ہیں کیا سنتی ہیں کیا دیکہتے ہیں ہائے
اوس شوخ کی جب کہولتی ہیں بند قبا ہم

یہہ طرز ترنم کہیں زنہار نہ ڈہونڈہو
ای شیفتہ یا مرغ چمن رکہتی ہیں یا ہم

مرگئے ہیں جو ہجر یار میں ہم
سخت بیتاب ہیں مزار میں ہم

تا دل کینہ ور میں پائیں جگہہ
خاک ہو کر ملی غبار میں ہم

آمد آمد میں اسقدر شورش
وہ تو سو بار اختیار میں آئے
کب ہوئی خار راہ غیر بھلا
کوئی دشمن ہیں ہو گئے پامال
نعش پر تو خدا کے واسطے آ

دیکھیے کیا کریں بہار میں ہم
پر نہیں اپنی اختیار میں ہم
کیوں کھٹکتے ہیں چشم یار میں ہم
آمد و رفت بار بار میں ہم
مر گئے تیرے انتظار میں ہم

گر نہیں شیفتہ خیال فراق
کیوں تڑپتی ہیں وصل یار میں ہم

مطبوع یار کو ہی جفا اور جفا کو ہم
دشنام بھی سنی نہ تمہاری زبان سی
افغان چرخ رشک لپٹ نی جلا دیا
لاتا ہے ظن نیم تبسم سے جوش میں
وہاں مریض غم کا تیری کچھ نہو سکا
پھر کیوں نہ دیکھتے سے عدو کی ہو منفعل
ہیں جاں بلب کہ کیسے اشارہ کی دیر ہے

کہتی ہے بد عدو کو وفا اور وفا کو ہم
ہی کوستی اثر کو دعا اور دعا کو ہم
نامہ کو ڈھونڈتی ہی صبا اور صبا کو ہم
دلکو قلق قلق کو بکا اور بکا کو ہم
چھیڑی ہے چارہ گر کو دوا اور دوا کو ہم
پھر اوسکو دیکھتے ہی حیا اور حیا کو ہم
دیکھے ہی اوس نگہ کو قضا اور قضا کو ہم

ہے آرزوئی شربت مرگ اتو شیفتہ
لگتے ہی زہر ہمکو شفا اور شفا کو ہم

بچتی ہیں اسقدر جو آہر کی ہوا سی ہم
واقف ہیں شیوۂ دل شورش ادا سی ہم

افشای راز عشق میں ضرب المثل ہیں وہ / کیونکر غبار دلمیں نہ رکھیں صبا سی ہم

چلتے ہیں میکدہ کو کہاں یہ عزیز وہاں / رخصت تو ہولیں کبر و نفاق و ریا سی ہم

ای جوش رشک قرب عدو اتنا مت اٹھا / بیٹھے ہیں دیکھہ بزم میں کس التجا سی ہم

ای جامہ پارہ پارہ دل و سینہ چاک چاک / دیوانہ ہو گئی گل جیب قبا سی ہم

کیا جانتی تھی صبح وہ محشر قد آئیگا / شام شب فراق نہ مرتی بلا سی ہم

ہر بات پر نگاہ ہماری ہی اصل پر / لیتی ہیں رشک زخم کو زلف دوتا سی ہم

بیگانہ جب سے یار ہوا ہے رقیب سے / امید قطع کر چکے ہر آشنا سی ہم

بلبل یہہ کہہ رہی ہے سر شاخسار پر / بدمست ہو رہی ہیں چمن کی ہوا سی ہم

کم التفات ہمسی سمجھتی ہیں اہل بزم / شرمندہ ہو گئی تیری شرم و حیا سی ہم

ہاں شیفتہ پھر اسمیں نصیحت ہی کیوں نہو
سنتی ہیں حرف تلخ کو سمع رضا سی ہم

کم فہم ہیں تو کم ہیں پریشانیو نمیں ہم / دانائیونسی اچھی ہیں نادانیو نمیں ہم

شاید رقیب ڈوب مریں بحر شرم میں / ڈوبینگی موج اشک کی طغیانیو نمیں ہم

محتاج فیض نامیہ کیوں ہوتی اسقدر / کرتی جو سوچ کچھہ جگر افشانیو نمیں ہم

پہنچا مگی ہمسی یشق بھا تانک کہ ہو گئی / استاد عندلیب نوا خوانیو نمیں ہم

غیروں کی ساتھہ آپ بھی اٹھتی ہیں ہر قدم بھی / لو بیزبان بنگئی دہانیو نمیں ہم

جو جن بنگی تو مزار سی گندا وہ جی اٹھی / باقی رہی ہیں ایک تری فانیو نمیں ہم

گستاخیوں سے غیر کی اونکو ملال ہے
مشہور ہوتی کاش ادبُ انیوں میں ہم

دیکھا جو زلف یار کو تسکین ہوگئی
یکچند مضطرب نہ ہی پریشانیوں میں ہم

آنکھوں سے لیں اشارۂ دشمن نہ دیکھئے
ہوتی نہ اسقدر جو نگہبانیوں میں ہم

جو جان کھو کے پائیں تو فوز عظیم ہے
وہ چیز ڈھونڈتی ہیں تن آسانیوں میں ہم

پیر مغاں کی فیض توجہ سے شیفتہ
اکثر شراب پیتی ہیں روحانیوں میں ہم

کیوں نہ اوڑ جای مرخواب تیری کوچے میں
فرش ہے مخمل و کمخواب تیری کوچے میں

دولت حسن کہاں تک تو لٹائی ظالم
اشک ہے گوہر نایاب تیری کوچے میں

جوشش گریہ عشاق سے اکدم میں ہوا
شجر سوختہ شاداب تری کوچے میں

ہوش کا پانو جو یہاں آکی پھسل جاتا ہے
کیا لنڈھائی ہے مے ناب ترے کوچے میں

ہے کف پای عدو پاسے تری رنگین تر
بسکہ ہم روتی ہیں خون ناب نسے کوچے میں

گوشہ گیری سے بھی گردش نگئی طالع کی
پھرتی ہیں صورت دولاب تری کوچے میں

غیر نے سنگ جو پھینکی وہ ہوئی بالش سر
چین سے کرتی ہیں ہم خواب تری کوچے میں

وہ بھی محروم نہیں جنکو نہیں بزم ہے یار
تری رخسار کی ہے تاب تری کوچے میں

چلدیا شیفتہ سودیکھ خرابی کہاں
ڈھونڈتی پھرتی ہیں احباب تری کوچے میں

کچھ درد ہی مطرب ونکے نے ہیں
کچھ آگ بھری ہوئی ہی نے میں

کچھ زہر اُو گل رہے ہے بلبل
بدمست جہاں ہو رہا ہے
ہی ایک ہی گل کی سب بہاریں
ہے مستی نیم خام کا ڈر
میخانہ نشیں قدم نہ کہیں
ابتک زندہ ہی نام وہاں کا
ہوتی نہیں طی حکایت طی

کچھ زہر ملا ہوا ہے مے میں
ہی یار کی بو ہر ایک شے میں
فرور دین میں اور فصل دی میں
اصرار ہی جام پے بہ پے میں
بزم جم و بارگاہ کے میں
گذرا ہے حسین ایک حی میں
گذرا ہے کریم ایک طی میں

کچھ شیفتہ یہہ غزل ہی آفت
کچھ درد ہی مُطرب و نگی لی میں

روز خوں ہوتی ہیں دو چار تری کوچیمیں
فرش رہ ہیں دل افگار تری کوچیمیں
سرفروش آتی ہیں ای یار تری کوچیمیں
شعر بس اب نکھونگا کہ کوئی پڑہتا تہا
نملا ہمکو کبھی تیری گلی میں آرام
ملک الموت کے گھر کا نہا ارادہ اپنا
تو ہی اور غیر کے گھر جلوہ طرازی کی ہوس
ہم بہی وارستہ فراخی کی ہیں اپنی قائل

ایک ہنگامہ ہی ای یار تری کوچیمین
خاک ہو رونق گلزار ترے کوچیمیں
گرم ہی موت کا بازار تری کوچیمیں
اپنے حالی میری اشعار تری کوچیمیں
نہوا ہم پہ جز آزار ترے کوچیمیں
لیگیا شوق غلط کار تری کوچیمیں
ہم ہیں اور حسرت دیدار تری کوچیمیں
خلد میں روح تن آزار تری کوچیمیں

کیا تجاہل سی یہہ کہتا ہی کہاں رہتی ہو
تیری کوچمیں ستمگار تیری کوچمیں

شیفتہ ایک نہ آیا تو نہ آیا کیا ہے
روز آرہتی ہیں دو چار تیری کوچمیں

شکوہ جفا کا کیجئے تو کہتے ہیں کیا کروں
تجسے وفا کروں کہ عدو سی وفا کروں

گلشن میں چلکی بند قبا تیری وا کروں
جی چاہتا ہی جامہ گل کو قبا کروں

آتا ہوں پیر دیر کی خدمت سی مست میں
ہاں زاہدو تمہاری لئی کیا دعا کروں

جوش فغاں وداع کہ منظور ہی اونہیں
دل نذر کاوش نگہہ سرمہ سا کروں

نفریں بیشمار ہی اس عہدو سہو پر
گر ایک میں صواب کروں سو خطا کروں

مطرب بدیع نغمہ و ساقی پری جمال
کیا شرح حالت دل درد آشنا کروں

تم دلربا ہو دلکو اگر لیگئے تو کیا
جب کاہ ہوگی میں اثر کہربا کروں

ای چارہ ساز لطف کہ تو چارہ گر نہیں
بس ای طبیب رحم کہ کیسے دوا کروں

پیتا ہوں میں مدام می ناب معرفت
اصل شرور دام خبائث کو کیا کروں

یا اپنے جوش عشوہ پیہم کو تھامئے
یا کہئے میں بھی نالہ شورش فزا کروں

میں جلگیا وہ غیر کی گھر جو چلی گئی
شعلے سے استعارہ آواز پا کروں

ڈرہی کہ ہو نہ شوق مزامیر شیفتہ
ورنہ کبھی سماع مجرد سنا کروں

مانا سحر گویا اوسی یہاں جلوہ گر کریں
طاقت ہمیں کہاں کہ شب غم سحر کریں

تزئین میری گور کی لازم ہی خوب سے
تا مقبرہ پہ میری سی اودہ شاید گذر کریں

اب ایک اشک ہی ڈرنایاب وہ کہاں
تار نظر جو گریہ سی سلک گہر کریں

وہ دوست ہیں انہیں جو اثر ہو گیا تو کیا
نالی ہیں وہ جو غیر کے دلمیں اثر کریں

آئی تو اونکو رنج نہ آئی تو مجکو رنج
میر نکلے میری کاش نہ اونکو خبر کریں

ہی جیمیں سونگھیں نگہت گل جا کی باغ میں
بس کب تلک التجا ہی نسیم سحر کریں

اُبکے ارادہ ملک عدم کا ہے شیفتہ
گھبرا گئے کہ ایک جگہ کیا بسر کریں

شب وصل کی ہی جیسے کیونکر بسر کریں
حیت لعل نگاہبانی مرغ سحر کریں

محفل میں ایک نگاہ اگر وہ ادہر کریں
سو سو اشارہ غیر سے پہر ان پہر کریں

طوفان نوح لانی سی ای چشم فائدہ
دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچہہ اثر کریں

آرزو ہوس سی خلق ہوا ہی یہ نامراد
دل پر نگاہ کیا ہی وہ مجہپر نظر کریں

کچہہ اپکی ہمسی بولی تو یہہ جیتی ہیں پھر
ناصح کو ہی رقیب سی آزردہ تر کریں

وہاں ہی وہ نغمہ جس سے کہ حورونکی ہو سجائیں
یہاں ہے وہ نالہ جس سے فرشتے حذر کریں

اہل زمانہ دیکھتے ہیں عیب ہی کو بس
کیا فائدہ جو شیفتہ عرض ہنر کریں

کب ہاتھ کو خیال جنون آئی رفو نہیں
کب پارہ پارہ پیرہن چارہ جو نہیں

گلگشت باغ کس چمن آرائی کی ہے آج
موج بہار مدعی رنگ و بو نہیں

وہاں بار ہو گیا ہی نزاکت سی ناز بھی
یہاں ضعف سی تپ داغ و دل آرزو نہیں

کسنی سنادیا دل حیرت زدہ کا حال
یہ کیا ہوا کہ آئینہ آبرو نہیں

تغیر رنگ کہتی ہی وصل عدو کا حال
یعنی نقاب رخ پہ کبھو ہی کبھو نہیں

گستاخ شکوہ کیا ہوں کہ انداز عرض کی
کہتے ہیں اختلاط کی بندی کی خو نہیں

کیا جانی درد زخم کو گو ہو شہید ناز
جو نیم کشتۂ خنجر رشک عدو نہیں

ابر سرشک و گلشن داغ و نسیم آہ
سامان عیش سب ہی پر افسوس تو نہیں

بدخوئی سی یار کی کیا خوش ہوں شیفتہ
ہر ایک کو جو حوصلۂ آرزو نہیں

ضبط اور بیدلی کی سوا آرزو نہیں
ای دل یقین جان کہ ہم ہیں تو تو نہیں

بی رشک لاگ لگوں بھی ملی آبرو نہیں
آنسو ہیں تاک کیا ہو کہ دلمیں لہو نہیں

پھر بھی کھو گی چھیڑ نہ کی اپنی خو نہیں
عطر سہاگ ملتی ہو وہ جسمیں بو نہیں

یہہ کیا کہا کہ بکتی ہو کیوں آپہی آپ تم
ای ہمنشیں مگر وہ میری روبرو نہیں

بیطاقتی نی کام سی یہہ کھو دیا کہ بس
دل گم ہوا ہی اور سر جستجو نہیں

محفل میں لحظہ لحظہ وہ چشم ستیزہ خو
لڑتی ہیں کیوں اگر سر صلح عدو نہیں

کیا جوش انتظار میں ہر سمت دوڑ رہی
بدنامیوں سی ہائی گذرا یکسو نہیں

دی کسنی انتہاک مزہ سی تیغ ترہ کو آب
شور فغاں کو فکر خراش گلو نہیں

یہہ پیچ و تاب ہیں شب غم ہیچو سیاں
ای دل خیال طرۂ تابیدہ مو نہیں

دست جنوں نی جامہ ہستی قبا کیا
اب ہائی چارہ گر کو خیال رفو نہیں

شکر ستم بہی اس نہ آیا ہمیں کہ اب
لکھتی ہیں وہ کہ لایق الطاف تو نہیں

ہرجائی اپنی وحشی کو مونہہ سی نہی کہتی ہو
کیا آپ کا نشان قدم تو تمکو نہیں

تیر نگہ کو لگی تیری یہہ حالت تغیر کی
امید زندگی کی کبہو ہی کبہو نہیں

کیا ہو سکی کسی سی علاج اپنا شیفتہ
اوس گل پہ غش ہیں جسمیں محبت کی بو نہیں

ہمسے آزاد روش ہاتہہ میں زر رکھتی ہیں
کیا قیامت ہی کہ اب سرو ثمر رکھتی ہیں

شکر ہیں وصل کی شب کی قفس حجر سی ہم
فکر آزادی مرغان سحر رکھتی ہیں

نہ مذمت کا تحمل نہ ثنا کی خواہش
عیب رکھتی ہیں ہم کچھہ نہ ہنر رکھتے ہیں

دل ترا سنگ ہی پر آگ کہاں ہی اوسمیں
دل ہمارا ہی کہ شیشہ میں شرر رکھتے ہیں

آہ و زاری کی مصیبت سے بہت سہل چہٹے
بذلہ و ہزل تری دلمیں اثر رکھتے ہیں

نہ ہمارا کوئی دشمن نہ ہمارا کوئی دوست
وہ نظر اور ہی جو اہل نظر رکھتے ہیں

بیخودی ہمکو ہی اور اونکو خود آرائی ہی
نہ ہماری وہ نہ ہم اونکی خبر رکھتے ہیں

شیفتہ ہمسے ہو جس شخص کو ملنا مل لی
صبح اس شہر سی ہم عزم سفر رکھتے ہیں

گرمجوشی ہی مگر فرق شرارت میں نہیں
پہیر کس بات میں طعنہ کس اشارت میں نہیں

رات ساقی نی کہا جسکی یہہ سب جلوی ہیں
وہ عبارت میں نہیں اور اشارت میں نہیں

ہمکو مقصد سی زیادہ ہی ادب میں کوشش — ورنہ کچھہ غیر سوا ہمسے جسارت میں نہیں

رند فارغ بہی ہوئی جام سحرگاہی سی — اور زاہد ابہی آہنگ طہارت میں نہیں

فرحت نفس جو دہی تو یہہ ہی راحت روح — کیا بزرگی ہی زہی جو حقارت میں نہیں

اہل دانش کی فوائد کی تو کیا بات مگر — غور ہی دیکھو تو عاشق بہی خسارت میں نہیں

جام مے دی کہ وہاں کام پڑا ہے مجکو — کہ صبا کو بہی جہاں دخل سفارت میں نہیں

قتل و غارت کی سمجھتے ہو جسی امر عظیم — یہہ تو داخل بہی ہوان ناز و شرارت میں نہیں

دلکی بدلے میں طلبگار نہیں کچھہ تیسی
شیفتہ زمرہ اصحاب تجارت میں نہیں

نہ سجدہ ریز ہیں اعدا جو سر جہکاتی ہیں — ترا فریب ہی نقش قدم مٹاتی ہیں

چراغ دقت محبت نے کر دیا افسوس — کہ مجکو اپنی پرائی سبہی جلاتی ہیں

جو اونسی نقشہ صحبت بہی رہا چندی — تو دیکہہ لوگی کہ ہم نقش کیا بٹہاتی ہیں

میں اونکی لطف کی باتونکی دہیان میں چپ ہوں — کہاں ہی غش فقا عطر کیوں سنگہاتی ہیں

شب وصال میں تا کیفیت اوٹہا نسکوں — وہ مجکو ساغر می متصل پلاتی ہیں

تمہاری بات میں کیا آگیا ہی شیفتہ فرق
کہ مدعی بہی کچھہ اب مدعا بتاتی ہیں

عدو ایک ہاتہہ لگا ہی انہیں یہاں آنمیں — کیوں کہا بیٹی کہ چلئی میری غنچا نے

سیر دشت کو جو ایک خلق چلی آتی ہے — شہر آباد ہوا ہی میری ویرانی سے

ہم بھی محرم ہیں غیر تو ہونگے محرم
یہہ تو تسبیح ہی کہ کیا محتسب بادہ کشتی
پی لیا پنجۂ گلگوں میں جو پانی تو نے
سچ کہا غیر کے گھر نیند نہ آئی ہوگی

لطف آ جائی کہیں یار کو شربانی ہیں
پھر یاین جوش یہ کیوں آتی ہیں منہ تک نہیں
ہمنی چاہا ہین چڑھی لعل تیری شانہ نہیں
فرش ہی مخمل کا شان تیری کاشانہ نہیں

شیفتہ سنکے وہ دیتی ہیں جو لاکھوں دشنام
اثر بادہ ہی گویا میری افشانی ہیں

ہی ستم کی تنک کا اونکی گمانہیں امتحاں
آرزوئی مرگ تہی روز جدائی مرگئی
چھیڑ تو دیکھو کہ بعد از قتل مجھسی یہہ کہا
دیکھکر آئینہ دیکھیں ہم ہنسینگے یا نہیں

غیر کا کرتی ہیں میری امتحانہیں امتحاں
کر لیا تاب اثر کا ایک دفعہ نہیں امتحاں
آپ کا ہرگز تہا اپنی گمانہیں امتحاں
اپنی غم کا لینگے سیر زعفرانہیں امتحاں

اونکی کوچی ہیں تمہیں لیجائں کیونکر شیفتہ
کر چکا ہوں تمکو سیر گلستانہیں امتحاں

تنگ تہی جا خاطر ناشاد ہیں
کیونکر اوٹھتا ہے خدا رنج قفس
وہ جو ہیں تاریخ سے واقف بتائیں
یہاں امید قتل ہی نے خون کیا
بی تعلق پن بھی آخر قید ہے

آپ کو بھولی ہم اونکی یاد ہیں
مرگئے ہم تو کف صیاد ہیں
فرق باد آہ و باد عاد ہیں
رہگئی حسرت دل جلاد ہیں
قید پائی خاطر آزاد ہیں

غمزۂ شیریں ہی کی دولت سی تھا
جو اثر تھا تیشۂ فرہاد میں

کیوں خبر پوچھے ترا بیمار ہائے
مر گیا شور مبارک باد میں

بی تکلف جی میں جو آئے کرو
کیا دہرا ہے نالہ و فریاد میں

دھیان تجکو ہو نہ ہو پر شیفتہ
رات دن رہتا ہی تیری یاد میں

ہی امتزاج مشک فی لعل فام میں
آتی ہی بوئی غبر ہماری مشام میں

پہنچے کہاں تصرف ساقی سی اہل بزم
پہنچے نہیں شراب صراحی سی جام میں

تا فرق آئی بات میں فریاستین وہ کیر
تعجیل جنکی ہو نسکی الصرام میں

اب کچھہ ہمیں غما سی تعلق نہیں رہا
جوش و تپش کو بار نہیں اسقام میں

اس لطف سی کہاں ہی نسیم چمن میں بو
جو لطف بھر رہا ہی تمہاری پیام میں

ہی شرط عشق یہہ کہ نہ غفلت ہوا یکدم
کیسا ہی دل پہنسا ہوا مور غطام میں

آئی جو آج کام میں صہبای تند و تلخ
ساقی نی خوب راز کھی بار عام میں

آہو کی بخت آئی جو تیری کمند میں
بلبل کی قسمت آئی اگر تیرے دام میں

تمکو نہیں جو عجب تعجب ہی شیفتہ
ہی فی زماننا یہہ سرشت کرام میں

اثر آہ دل زار کی افواہیں ہیں
یعنی مجھہ پر کرم یار کی افواہیں ہیں

شرم ای نالہ دل خانہ اغیار میں بھی
جوش افغان عزا بار کی افواہیں ہیں

لب کیا دلمیں میری پند و نصیحت نے اثر
ناصح بیہدہ گفتار کی افواہیں ہیں

جنس دلکی وہ خریدار ہوئی تھی کسدن
یہہ یونہیں کوچہ و بازار کی افواہیں ہیں

قیس فرہاد کا مونہہ مجھسے مقابل ہوگی
مردم وادی و کہسار کی افواہیں ہیں

یہہ بہی کچھہ بات ہی ہیں اور کرے غیر پہ ہات
تم نمانو کہ یہہ اغیار کی افواہیں ہیں

کس توقع پہ جبیں شیفتہ پابوس کرم
غیر پر بہی ستم یار کی افواہیں ہیں

خوشرو بدخو ہیں کیا میں چاہوں
بیگانوں سے کیونکر آشنا ہوں

مت چھیڑ کہ یار سے جدا ہوں
اے مرگ میں آپ مر رہا ہوں

ممکن نہیں بن ملے بنا ہوں
بیگانہ آشنا نما ہوں

لیلی کبھی سی بگڑ گئے تھے
دیوانہ ہیں جانکر بنا ہوں

کھتا ہوں جو غیر سے نہ ملئے
کہتا ہے کہ کیا میں بیوفا ہوں

روشن ہی میری سیاہ بختی
منت کش سایۂ ہما ہوں

بیگانہ وشی ستم ہے اونکی
غیروں کو بہی یار جانتا ہوں

اوس غیرت گل سی ربط معلوم
ہرچند میں ہمدم صبا ہوں

ہمدم نہ سہی محبت اوسکو
اسباب پہ کیا اوسی نچا ہوں

دی غیر کو اوسنے کب عرق چیں
ہیں شرم سی آپ کیون ہوا ہوں

دیکھا نہیں مجکو سنتی ہیں وہ
کیا پای رقیب کی صدا ہوں

مکشوف ہوا فروغ مے سے
ذرہ ہیں کس آفتاب کا ہوں

ہیں شیفتہ ہوں عزیز دلھا
شیریں گفتار وخوش نوا ہوں

عہد ثبات عہد یہ ہی متصل نہیں
الفت چھپا کے اور بھی شرمندہ ہیں ہوا
مت چھیڑ ای رقیب کہ مانند زلف یار
دل سختیاں سہی پہ کھاں نازکی تن
کیا روئی کہ تذکرہ سوز رشک ہی
تھہر دہ اور ہی جسی مشکل ہی ٹالنا
جو حال پوچھنا ہو تم اوس ہی سے پوچھہ لو
بہلائی کوئی جا کی کھاں جبکو پا بہا گی

ای شیفتہ نوید وہ پیماں گسل نہیں
اظہار عشق غیر سے وہ منفعل نہیں
سرتا بپا شکستہ ہوں پر مضمحل نہیں
دلّی کی سنگدل تو بتاں چگل نہیں
وہ گل عرق عرق تو ہی لیکن خجل نہیں
فرہاد بیستوں تو سینہ کی سل نہیں
مجکو دماغ قصۂ غمہای دل نہیں
صحرا ای قیس گھر کی میری متصل نہیں

لگجا ؤ اتنو آ ؤ گلی سب چلی گئی
اک شیفتہ رہا ہی سو وہ کچھہ مخل نہیں

کن حسرتو نسی مرتی ہیں ہم تمکو غم نہیں
قاصد کی ساتھہ بی ادبی ہو گی لا کلام
ہر شغل میں اہم ہے نگہبانی نفس
ہرگز نہ چھپا ئی چمن زار عشق میں

اپنی بھی مرگ تمنا سی کم نہیں
خبر شکوہ اور کچھہ میری خط میں رقم نہیں
اس سی سوا ہمیں شغل اہم نہیں
جو مرغ آتشیں نفس و شعلہ دم نہیں

سو بار امتحانِ وفا کر چکے ہیں آہ
اب تک بھی دوستی تمہیں دشمن سے کم نہیں

حیرت فروشِ آئینہ دل ہے وصل میں
ہیو جیسی عتاب کیے آنکھوں میں نم نہیں

فصولِ پیرِ دیر کی تاثیر ہائے ہائے
وہم و خیال میں بھی شراب و صنم نہیں

آنکھوں کو ہی سوجھے گی رخِ سادہ دیکھتے
سر میں ہوائے طرۂ پرپیچ و خم نہیں

دشمن کہیں گیا نہو آنکھوں سے شیفتہ
اوسکی گلی میں آج نشانِ قدم نہیں

مجھے عاشق جو دیکھا پیر کنعاں نے جوانہیں
کہا کچھ تو بسر کی ہوتی تمنا ستادنا نہیں

جلے گیا کیا نہ عوض سوزش داغ تھا نہیں
عجب آرام تھا اے شمع تجکو بیزبانہیں

عدو سے بات کی حیف آیا بید ہانہیں
غرورِ حسن کم ہوتا ہے الطاف زبانہیں

یہہ احسانِ اجل ہے شمع گل جو گور پر لائے
یہہ اسکا کام ہے جو داغ کبھی زندگانہیں

کرم ہے مصلحت ظالم کرتا ہے گر ہوں جاو
ستم سے فائدہ جب کام نکلے پھر بانہیں

قلق سے نالہ موزوں نکل آئی تو کہتے ہیں
تمہیں کیا غم گذرتی ہے تمہاری شعر خوانہیں

عدو بھی شامل لذت ہے اس سے کاش سم ہوتے
مزا آیا نہیں مجکو تیری شیرین بانہیں

عدو سے کیوں اشارے ہیں ادھر ہمسے کیوں تغافل ہے
مزا ہے یہہ کہ ہیں دعوی بہت تمہارا مردانہیں

سبک ہوتی ہو بس اے شیفتہ ایسی ہی باتوں سے
کہ تم سر پانو پر کہتے ہو وہ ہے سرگرانی میں

کب نگہہ اوسکے عشوہ بار نہیں
کب نگاہیں کرشمہ زا نہیں

تجھپر رحم یہہ کسے آیا
یہاں فغاں سے لہو ٹپکتا ہے
کلفت دلسی ہی جو آلودہ
ہم ہیں ایسی فراخ رو درویش
نہ جلا خانہ عدو تو نہ ہنس
باغ بیصرفہ چل کے کیا کیجے
بادہ بیہودہ پیکے کیا کیجے
ای منجم عبث یہہ نادانی
تو روش یاب مہر و ماہ غلط
واقف اسرار آسمانی سے

ہم تو مانا ستم شعار نہیں
ہیں تو اسیخ شاخسار نہیں
گوہر اشک ابدار نہیں
محفل پادشاہی عار نہیں
شعلہ آہ ہے شرار نہیں
جنسی تہی باغ کی بہار نہیں
اب وہ ساقی نہیں وہ یار نہیں
تو کچھ اندازہ داں کار نہیں
تو اد اسیخ روزگار نہیں
خبر حریفاں شاد خوار نہیں

چڑھ گئے ہیں کسیکے پھر دم پر
شیفتہ آج بیقرار نہیں

کونسی دن تیری یاد ای سفاک نہیں
لطف قاتل ہیں تا مل نہیں پر کیا کیجے
تجھپر اے دلبر عالم جو ہراک تا ہے
دل ہوا پاک تو پھر کون نظر کرتا ہے
علم او جہل میں کچھ فرق نہو کیا معنی

کونسی شب ہے کہ خنجر جگر چاک نہیں
سر شوریدہ میرا قابل فتراک نہیں
اسلئے مرنی سی میری کوئی غمناک نہیں
اور دل پاک نہیں ہی تو نظر پاک نہیں
ہم بھی بیباک ہیں گر غیر ہی بیباک نہیں

قیس کو فضل تقدم ہی گر نہ یہاں کیا
سر شوریدہ نہیں یا جگر چاک نہیں

ماسوی اللہ نہی شیفتہ ہرگز دلمیں
خسروی کاخ سزای خس و خاشاک نہیں

کون ہی تہہ میں جو کام موسیاب نہیں
کسبجگہہ زلف کی بو رخ کی تری تاب نہیں

مجہپر اوس جلوسی جو کچھہ گذرتی ہی نپوچھہ
اسقدر شعلہ کبھی آفت سیماب نہیں

برق و باران کی تلاطم کا کھٹانتک نہ کور
رخ پر نور نہیں دیدۂ پر آب نہیں

وضع کا حفظ ہی تو عشرت صحبت معلوم
بزم اغیار سی کم محفل احباب نہیں

اہل تحقیق کے نزدیک رخ زیبا کو
پردۂ شرم سی بہتر کوے جلباب نہیں

سیر مہتاب کا وہاں عزم ہوا کیا موقوف
شب مہتاب میں لطف شب مہتاب نہیں

فیض حق عام ہی افسردہ دل زار نہو
دشت کیا جلوہ گہہ لالۂ شاداب نہیں

خوابمیں بہی وہ نظر آئی ہیں غیر کی ساتہہ
تلخ عیشونکو مقرر کہ شکر خواب نہیں

کیا وہ صحرا کہ جہاں شور نہو رہزن کا
کیا وہ دریا کہ جہاں پیچش گرداب نہیں

پارسا کیا ہوئی تم شیفتہ سادی بہی ہوئی
باغ کو چلتے ہو اور ساتہہ مے ناب نہیں

نازو تمکین ہی و ہاں صبر کی یہاں تاب نہیں
یہی صورت ہی تو کچھہ نہنی کی اسباب نہیں

طرفہ نیرنگ محبت ہیں نظر آئی ہیں
برق آنکہونسی ٹپکتی ہی یہ خوناب نہیں

ہای وہ شوق ملاقات عدو میں جاگی
جسکی آنکہونکی تصور میں مجھی خواب نہیں

منع کیوں عشق مجازی سی ہمیں کی تو ہو
زاہد و دہر مگر عالم اسباب نہیں

جان کی شکل دکھائی ہی بنا کر تجھکو
دلکی تصویر بنائی ہی یہہ سیماب نہیں

بحر و بر میں کہیں آرام نہیں خاطر خواہ
بحر میں خار نہیں دشت میں گرداب نہیں

کبھی اعدا کی بھی کچھہ دلشکنی ہی منظور
یہہ تو مانا کہ تمہیں خاطر احباب نہیں

کلفت آلودہ نظر پڑتی ہی شتا قو نیر
خسروی بزم میں بھی صرف می ناب نہیں

کُلَّ یوم ہو فی شان کی ہی جلوہ گری
اور وجہہ شب تار و شب مہتاب نہیں

شکوہ آئین محبت میں ہی ایجاد لطیف
نسخہ اصل میں ہر چند کہ یہہ باب نہیں

غمزہ نادر طلب اور عشوہ ہی نایاب پسند
جنس یہاں دل ہی سو نادر نہیں نایاب نہیں

شیفتہ عشق کی یہہ دہوم اور اتنا خصرت
دل بیتاب نہیں دیدۂ بیخواب نہیں

جی جائی پر جفا میں ہمارا زیاں نہیں
قدر وفا نہیں ہی اگر امتحاں نہیں

ہم بھی دکھاتی غیر سی اخلاص کا مزا
آفت تو یہہ پڑی ہی کہ تم بدگماں نہیں

جو دیکھا ہو دیکھہ لیں اختر شناس جلد
نالی اگر یہی ہیں تو پھر آسماں نہیں

اسرار عشق بھی جو حریفوں نے کہدئی
پھر اب کہیں جہاں میں راز نہاں نہیں

ہم آئی ہیں جہاں سی وہیں کا خیال ہے
جز شاخ سدرہ ہمکو سر آشیاں نہیں

وہاں شوق و امتناع ہے یہاں داستان شوق
پر کیا کروں کہ دوست کوئی قصہ خواں نہیں

حرف درشت غیر سا کب وضع بھی ہی بھی
ہیں وہ ہوں جسپہ بار امانت گراں نہیں

رنگین ہی بیگانا ہونکی خونسی سواد شہر
حال آنکہ وہاں ہنوز سر امتحاں نہیں

حکمت ہی ہوگی برق جو دی ہمکو جاے دل
بی مصلحت علاج فساد جہاں نہیں

کیوں عار بزم شاہ سی کرتی ہیں اہل فقر
کچھہ فرش بوریا سی تو کم پرنیاں نہیں

چلئی چمن کو نجم سحر جلوہ گر ہوا
پروین نہیں بنات نہیں کہکشاں نہیں

کیونکر سنیں وہ شہرت اگر گو بگو نہو
افسوس کم شکیب میرا راز داں نہیں

آئینہ جلوہ گاہ پری ہی ندیکھنا
نظارہ پری کی بشر کو تواں نہیں

ہمنے بھی نزل و بذلہ گوارا کیا کہ وہاں
فخر فضیلت و شرف و دماں نہیں

مشہور روزگار رہے محسود روزگار
بی التفاتیوں سی ہمارا زیاں نہیں

گر ہے فریب غمزہ جادو اثر بھی
دلداری ایک شہر کی مشکل وہاں نہیں

کچھہ ہم پر آپ پر نہیں موقوف شیفتہ
کس کس کی دلپذیر وہ رعنا جواں نہیں

دل کا گلہ فلک کی شکایت یہاں نہیں
وہ مہرباں نہیں تو کوئی مہرباں نہیں

ہم آجتک چھپاتی ہیں یاروں سی راز عشق
حالانکہ دشمنوں سی یہہ قصہ نہاں نہیں

زیبا نہیں ہی دوست سی کرنا معاملہ
کچھہ ورنہ ناز جانکی بدلی گراں نہیں

ہم زمرہ رقیب ہیں ملکر وہاں گئی
جب شوق رہنما ہو کوئی پاسباں نہیں

آشفتہ مثل بادہوں بیتاب مثل برق
کیونکہ معین جسم تیری شوخیاں نہیں

ہم آپ پر نثار کریں کائنات کو
پر کیا کریں بساط میں جز نیم جاں نہیں

ساماں وجد فتنہ محشر کو دی دیا
وہ خاک پر ہماری جو دامن فشاں نہیں

کیوں ہیں یہ ہم دوست بقا تمہیں غیر کی
کیا ہمکو اونسی رسم رہ ارمغاں نہیں

ایک حال خوش تمہیں بھول گئی کائنات کو
اب ہم وہاں ہیں مطرب و ساقی جہاں نہیں

کس کس تپ رشک سے کبھی کس کسکو روئی
کس دن وہ جلوہ آفت صد خانماں نہیں

کیوں یہ ہجوم شور و شغب ہی نشور میں
ایسا تو شیفتہ ہیں خواب گراں نہیں

آرام سے ہی کون جہاں خراب میں
گل سینہ چاک اور صبا اضطراب میں

سب اوسمیں محو اور وہ سب سے علاحدہ
آئینہ میں ہے آب نہ آئینہ آب میں

معنے کی فکر چاہئے صورت سے کیا حصول
کیا فائدہ ہے موج اگر ہے سراب میں

نی باد نو بہار ہی اب نے شمیم گل
ہمکو بہت ثبات رہا اضطراب میں

حیرت ہی کیا نقاب ہیں گر رنگ رنگ کے
نیرنگ جلوہ سے ہی تنوع نقاب میں

فرصت کہاں کہ اور بھی کچھ کام کیجئے
بازی میں جمعہ صرف ہی شنبہ شراب میں

ذات و صفات میں بھی ہے ربط سمجھئے
جو آفتاب روشنی آفتاب میں

قطع نظر جو نقش و نگار جہاں سے ہو
دیکھو وہ آنکھ سے جو نہ دیکھا ہو خواب میں

طوبی لہم جو کشتہ عشق عفیف ہیں
کیا شبہ اوس گروہ کی حسن مآب میں

مرنیکے بعد بھی کہیں شاید پتہ لگے
کھویا ہے ہمنے آپ کو عہد شباب میں

پھر بھی ہوا ہی مطرب و مے ہمکو شیفتہ

مدت گذر گئی ورع و اجتناب میں

شوخی نی تیری لطف نہ رکھا حجاب میں
جلوہ نی تیری آگ لگائی نقاب میں

آئینہ گر ہو چرخ میں لا آسمان کو
آ رقص کر زمین کو ڈال اضطراب میں

سو مہر کا فروغ ہی وہاں جلوہ گاہ میں
سو باغ کی شمیم ہی وہاں رخت خواب میں

وہ قطرہ ہوں کہ موجہ دریا میں گم ہوا
وہ سایہ ہوں کہ محو ہوا آفتاب میں

سالک کی یہہ مراد کہ مجھسا ہو نفس بہی
رہزن کو یہہ خیال کہ رہرو ہو خواب میں

اوس صوت جانفواز کا ثانی نہا نہیں
کیا ڈہونڈہتی ہو بربط و عود و رباب میں

ای وائی روز حشر اگر ہمسے ہو سوال
جو کچھہ کیا ہے ہمنی شب ماہتاب میں

آتا ہی کون کون کہ آتی ہیں اب نظر
دربان انفعال میں حاجب حجاب میں

شرم گنہ نہ بیم عقوبت یہہ رنج ہے
ہی ہی اوٹہائی اوسنی اذیت عتاب میں

پوچھی تہی ہمنی وجہہ ملاقات مدعی
ایک عمر ہو گئی اونہیں فکر جواب میں

لڑتی بنجاہی آنکھہ جو ساقی سی شگفتہ
ہمکو تو خاک لطف آئی شراب میں

ناچار ہیں خموش وہ ناحق عتاب میں
طاقت تہی جتنی صرف ہوئی اضطراب میں

توسی گئی قبول تو گنتی بہی چہوڑ دو
ایسا نہو کہیں پڑی جہگڑا حساب میں

بیباک کسقدر رہی کہ ڈوبا ہوا ہی سب
دامن لہو میں اور گریبان شراب میں

شاید کہ پڑ گئی ہی کسی شیخ کی نظر
ہم بی وہ ٹرک جو کرتے ہیں توبہ شباب میں

آخر جہاں نہیں شب تاریک ہی تو ہے
اچھا نہ آئیں آپ شب ماہتاب میں

اے آفت زمانہ تیری دوربین شکیب
بلبل کو باغ میں ہے نہ ماہی کو آب میں

ہوتا ہے ازدحام تمنا اوسیقدر
ہوتی ہے جتنی دیر کشاد نقاب میں

جور و ستم عیاں ہے دفا و کرم نہاں
لڑتی ہیں جاگتی میں مناتی ہیں خواب میں

بیباک شیوہ شوخ طبیعت زبان دراز
ملزم ہوا ہے پر نہیں عاجز جواب میں

اوسنے دم وداع کئے عہد التفات
افسوس ہم نے کچھ نہ سنا اضطراب میں

تکلیف شیفتہ ہوئی تمکو مگر حضور
اسوقت اتفاق سے وہ ہیں عتاب میں

گر کچھ خلل نہ آئے تمہاری فراغ میں
حسرت کا ہے ہجوم دل داغ داغ میں

مشاطہ باغباں کی طرح بیقرار ہے
ہیں اونکی پاس کیا ہوں کہ گلچیں ہی باغ میں

پہلے نہ تھا جہاں نہیں دل داغدار کیا
ستہوا اسقدر جو ہوا لالہ داغ میں

جورادے شوق حبیب و غم نشور
اپنا کوئی زمانہ نہ گذرا فراغ میں

صہبائے لالہ فام کہاں اور ہم کہاں
خونابہ جگر ہے ہمارے دماغ میں

معلوم ہے کہ ایلچیونکو زیاں نہیں
قاصد نہ بھیجیو ہرگز بلاغ میں

فانوس شیشہ و لگن زر سے کیا حصول
وہ ہی وہاں چھپا نہیں روغن چراغ میں

نہ طاقت شکیب نہ اندازہ ستیز
بیجا ہے اہتمام تلاش سراغ میں

اوس نو بہار حسن کو بدنام مت کرو

تھی شیفتہ کی پہلی ہی شورش دماغ میں

پائی ہے بوی دوست عنادل نے باغ میں
پروانو پر ہوئی ہے تجلی چراغ میں

اوسکا پتا ملے تو ہمارا پتا ملے
کھویا ہی ہمنی آپ کو جسکی سراغ میں

مشکوی نہ ہوا سے پر عشق وہاں کہاں
عشرت فقط نصیب ہے کنج فراغ میں

عارف نہیں وہ حفظ مراتب جسے نہو
جو جلوہ باغ میں ہے کہاں ہے وہ راغ میں

ہرچند ایک سری روشن ہے بزم دہر
جو نور ہے شرر میں کہاں وہ چراغ میں

ایک قطرہ جسکا مست کری کائنات کو
ای بیخبر وہ مے ہے ہماری ایاغ میں

بلبل نے گل کبھی نہیں دیکھا جو دیکھ لے
زنہار پھر نہ فرق کری دشت و باغ میں

سو بار ان لگا دیر ہو حسن دوست پر
سامان صد بہار ہے ایک ایک داغ میں

پیری میں سیر باغ کی تقریب شیفتہ
معشوقہ سا تھ ہے نہ خلل ہے دماغ میں

عید ہی اور ہمکو عید نہیں
اگر آجائیے بعید نہیں

لاش تیری رسید تھی خط کی
خط کی یہہ نامہ بر رسید نہیں

قیس کو جو کہے خفیف العقل
رای اوس شخص کی سدید نہیں

گر یہی ہے ہجوم ابر سیاہ
گر کوئی مئے پئے بعید نہیں

ہم اگرچہ ہیں اندنوں مقبول
لیکن اغیار بھی طرید نہیں

آج بھی منع بادہ ای زاہد
تیری نزدیک عید عید نہیں

ذکر میرا سنو نہ مجنوں کا
لطف بے قصۂ جدید نہیں

دور بین اوسکی چشم و مژگاں کی
کسجگہ تربت شہید نہیں

نیند اڑتی کی رقیب آتا ہے
رخصت اتنی تو ہم بلید نہیں

شیفتہ اور بھی ہیں نغمہ سرا
پر یہہ آہنگ یہہ نشید نہیں

ہی گو نہ گو نشاط ابھی عفو گناہ میں
جو ہی بیان پردہ نہیں ہی نگاہ میں

تمکین اضطراب ہی بیداد التفات
کیا شوخی اثر ہی سراسیمہ آہ میں

ہر خار و خس ہی جادہ میں ہر رنگ وحشت مست
کیا میکشوں نے آکی کہا خانقاہ میں

دشمن سے بھی زیادہ ہی گو دوست کیوں نہو
ملجائی جو کوئی تری کوچے کی راہ میں

سرگشتہ انکی پھرتی ہی ارباب دیں و دنیا
کیا فرق چرخ اخضر و چشم سیاہ میں

صیاد دلفریب کا اللہ ہی لطف عام
بے زخم ایک صید نہیں صیدگاہ میں

ہے مجھ میں اور غیر میں فرقت وہی جو ہے
اندیشۂ درست و خیال تباہ میں

ذرات جلوے دیکھتے ہیں مہر و ماہ کی
یہہ دلکشی مہر میں دیکھی نہ ماہ میں

یہاں بیزوال نعمت کمیاب عشق ہی
وہ خو ہی ہی مہر میں اگر ملک و جاہ میں

ہی جلوہ گر کرشمہ کہ انصاف پیشگی
ہلدی لگی ہوئی ہی مہر داد خواہ میں

تجھکو نظر نہ آئے تو اپنا علاج کر
ہی مرغزار جلوہ نما برگ کاہ میں

دھوکا مجھی کو صرف نہیں میل یار کا
دیکھا بڑی ڈونکو اسی اشتباہ میں

ہر شیوہ اوسکا اپنی جگہہ میں تمام ہے | اعجاز بات میں ہی تو جادو نگاہ میں

افسردہ خاطری وہ بلا ہے کہ شیفتہ
طاعت میں کچھہ مزا ہے نہ لذت گناہ میں

ہمسے جو ہو غبار تو دشمن سی صاف ہو
ہرگز تری لبوں سی نچھوڑینگی کام دل
دل دینگے مال دینگے مگر جان سو بخیر
کافی ہی خوش گذرنیکو دنیا میں اسقدر
موصوف ہو ضرر جفا و عتاب کا
ہی رشک بار عام غضب کیا عجب اگر
گر عفو ہو قصور تو اک عرض ہی ہمیں
غالب ہے کچھہ تو فرق پڑیگا ہانکی سیر سے
رفتار چرخ ہی اسی شیوہ پہ دور کیا
ہاں تو شگاف درسی لڑا آنکھہ غیر سی
جو قیس کی روش تھی وہی اپنی راہ ہی

تقصیر ہو کسی سی کسیکی معاف ہو
سو بار اسمیں غیر سے گو لام کاف ہو
بیہودہ ہے وہ شخص جو سرگرم لاف ہو
معشوق خوشمزاج ہو وجہ کفاف ہو
حسن و جمال میں جو کوئی یہاں مصاف ہو
کنج خمول میں ہوس اعتکاف ہو
یہہ عرض ہی قصور ہمارا معاف ہو
وحشت میں گر گذار ہمارا سوی قاف ہو
گر آپ کی روش بہی ہماری خلاف ہو
تیری بلا سی لیں کسیکی شگاف ہو
دونو سلیم فکر میں کیوں اختلاف ہو

وہ طرز فکر ہمکو خوش آئی ہی شیفتہ
معنی شگفتہ لفظ خوش انداز صاف ہو

فروغ مہر تھہ رخ پہ گر نقاب نہو | نقاب اوٹھا کہ یہہ لمعان آفتاب نہو

بھری ہیں رنگ تکلف سی اہل میخانہ — شراب بس ہی نہیں ہی اگر کباب نہو

کہیں نہ جائی بت مہر وش یہہ ممکن ہے — خلل پڑی متحرک جو آفتاب نہو

ہے دل کو شکوۂ خوائی عدو سی بیتابی — کروں میں کچھہ گلۂ لطف گر عتاب نہو

حجاب منظر مقصود ہے طلسم خودی — جو یہہ طلسم نہ ٹوٹی تو فتح باب نہو

عزیز ہی بت میکش کو چشم تر یعنی — نہو سحاب تو کیفیت شراب نہو

بہت ہی دہوم مچاتی ہیں میکدہ میں رند — مجھے یہہ ڈر ہی کہیں مدرسہ خراب نہو

وہ ماہتابی پہ بیٹھی ہیں اور ہے شب ماہ — خلاف شان ہی رخ پر اگر نقاب نہو

غضب ہے قہر ہی دیکھی وہ چشم یہہ جلوہ — جسے کہ قہر کی بہی دیکھنے کی تاب نہو

وہ ردئی نالۂ موزون شیفتہ سنکر
یہہ وہ غزل ہے کہ جسکا کبہی جواب نہو

غیر سے حرف تمنائی جفا کہتے ہو — کس سے کہتے ہو خبر ہے تمہیں کیا کہتے ہو

زندگی خاک ہو جب فہم ہیں اتنا ہو خلاف — ہم اجل کہتی ہیں تم جسکو حیا کہتے ہو

کہتے ہیں لاف وفا موتسی پہلے کیسی — ہم نہیں جانتے تم کسکو وفا کہتے ہو

گلۂ جور یہ کہتے ہیں زہی نافہمی — ناز ہم کرتی ہیں تم اوسکو جفا کہتے ہو

شیفتہ شکوۂ دشمن سی بس آگی باز رہو
دیکھو وہ دوست ہی تم کسکو برا کہتے ہو

توسن ناز اوٹہاتی کیوں ہو — خاک میں شہر ملاتی کیوں ہو

ناصحو یوں بھی تو مرجاتی ہیں
عشق سی مجکو ڈراتے کیوں ہو

تاب نظارہ نہیں پہلی ہی یہاں
تم مجھی آنکھہ دکھاتی کیوں ہو

میری نزدیک ہو لیلیٰ سی سوا
قصۂ قیس سناتی کیوں ہو

حاصل اس سلسلہ جنبانی سے
پائی خوابیدہ جگاتی کیوں ہو

عوض غم حوصلۂ غیر کہاں
مجھسے تم بات بناتی کیوں ہو

آتش عشق کہیں بجھتی ہے
شیفتہ اشک بہاتے کیوں ہو

ربط داں ہاتھہ کو جیب غیر کی دامانسی ہو
کیوں یہاں ہاتھہ کو پہر ربط گریبانسی ہو

جلوہ دستنا اگر دیکھی تو میرہو مہ
پہر پریزاد کو وحشت اگر انسان سے ہو

جو خوشی خط سی تمہاری ہوئی اس کی قسم
وہ شہ ستہ دعشہ دم کی فرمانسی ہو

حسن گیا رکہو گے جاتے ہی کہ ممکن ہی نہیں
رابطہ انسی نہ کری کوئی جو ارکانسی ہو

یہی کہ یہ جاتا آپ ہیں وہ یا خط بھیجیں
پر مری دلکو تسلی کسی عنوانسی ہو

ہر ورق میں ہی عیاں لوحہ نیرنگ بہار
کیوں دیوانونکو شورش میری دیوانسی ہو

پہر دیکہو کہ کہاں دونکو ذلت ہو نصیب
پر تجھی غیر ہی ہو غیر کو درباں سی ہو

کہنی تاراج گیا ملک دل ودیں کہیئے
آج تم شیفتہ کچھہ بے سروسامانسی ہو

اضطراب جرس ہی کیوں دلکو
کہیں جنبش ہوئی ہی محمل کو

بوسۂ لب نہ مانگنا دشمن
مونہہ لگاتا ہے کون سایل کو

گل کو ہی اوسکے کان سی تشبیہہ
کیا سُنی نالۂ عنادل کو

غمزہ تیرے چشم کافر کا
سمجھے اعجاز سحر بابل کو

تجسے اے رشک خور جو دوں تشبیہہ
نہو نقصان ماہ کامل کو

اب وہ نوخط ہی ملتفت دیکھا
نقش تسخیر خط باطل کو

ہائے وہ **شیفتہ** کی بیتابی
تھام لینا وہ تیرے محمل کو

ایفلک یوں کیا مہیاب عیش کر پرویز کو
خواب شیریں بھی نہو فرہاد شور انگیز کو

سعی وصف نازنیں ہی فکر کی تشدیز کو
شوخیاں بر وہی لینی چاہئیں مہمیز کو

دیکھکر چشم غضب کو اسکی ہنس دو دیا
چاہئی پانی ملا لینا شراب تیز کو

سانپ کی سونگھی ہوئی سی بیخبر تر ہوں مجھے
سونگھہ لینی دو شمیم زلف عنبر بیز کو

کس بھروسے پر ہوس گستاخیاں آداب عشق سے
دیجیے تعذیر اپنی انکھیں ہوش انگیز کو

نالۂ موزونکی بے پروا خرامی دیکھتا
کر دیا خلوت نشیں غوغائے رستاخیز کو

کیوں شادی مرگ ہوتا کام محباں دیکھکر
زخم کے مونہہ میں زباں خنجر خونریز کو

خط آزادی تھا نامہ غیر کا ای جوش رشک
پھاڑ ڈالا آپ ہی نے کیسی سست آویز کو

اہل محفل کی پسند طبع یہہ انداز ہی
شیفتہ کسکو سناتی شعر درد آمیز کو

کچھ تو شیریں کام کر تلخی کشِ بیداد کو — دی کفن تو عشق شیریں باف کا فرہاد کو

آہ وزاری نارسا شوق اسیری بی اثر — کون لائے آشیانے تک میری صیاد کو

تلخ کام عشق شیریں بھی ہوئی پایان کار — یہہ نوید شورافزا بھیجئے فرہاد کو

لکھتے ہیں زیر زمیں لیلی و مجنون ملگئی — ہمکو بھی لازم ہے جانا وہاں مبادکباد کو

اِک دم شمشیر سی آزار سب جاتی رہی
ہم مسیحا جانتی ہیں شیفتہ جلاد کو

ای دل جو ہو سو ہونی دے گرم فغاں نہو — یہہ جور یار ہی ستم آسماں نہو

دلبستگی جو ایسی ہی قاصد سے کیا عجب — گر حلق زخم خوردہ سی بھی خوں رواں نہو

مہر و وفا جو ماہ دشونسی بعید ہے — راضی ہیں ہم اسیں کہ نامہرباں نہو

کیا کیا بیان کرتی ہیں نادر نکات ہم — لیکن جب انجمن میں کوئی نکتہ داں نہو

صدق و صفا و مہر و وفا ہاں ڈھونڈھنا — جس شہر دیہہ میں کہ سرای مغاں نہو

آتی ہی فصل گل میں چمن سی ہوای گرم — صیاد نی جلایا کہیں آشیاں نہو

کیا ہو دعا ہی گی ہیں اوس شخص کو مجاب — جو نیم کشتہ خنجر درد نہاں نہو

صورت خریں سی کچھ ہو نہ شکل جمیل سی — گر صاحب معاملہ آزردہ جاں نہو

ایما ہی سب کو چشم سخنگو سی شیفتہ
پہر میری قتل پر کوئی گیا ہمزباں نہو

ہی بد بلا کسیکو غم جاوداں نہو — یا ہم نہوں جہاں میں خدایا جہاں نہو

آئین اہل عشق کہاں اور ہم کہاں
فعل حکیم عین صلاح و صواب ہے
تدبیر ترک دشمن جاں کی ہی رات دن
کیا وہ متاع جسکے نہو کوئی گھات میں
جبتک فروغ می سی نہو سینہ نورزار
لازم ہی یار بہی تو ہو بیتاب ورنہ کیا
ناحق وہ جی جلاتی ہیں سوادی عشق کے

ای آہ شعلہ بار نہو خوں چکاں نہو
ساقی اگر شراب ندی سرگراں نہو
کسطرح پہر مجہی گلۂ دوستاں نہو
ڈرتا ہوں میں جو وزدلیں کارواں نہو
ہرگز حریف میکدہ اسرار داں نہو
وہ عشق ہی کہ رنج یہاں ہو وہاں نہو
جنکو یہہ سوچ ہی کہ کچھہ اسمیں زیاں نہو

ہم بوئی دوست تجکو سنگہائینگی شیفتہ
محو شمیم طرۂ عنبر فشاں نہو

تہمت لگا کر اونکو کوئی کیا خجل نہو
تقویمیں ہم شریک ہیں ندہبیں ہم شریک
زنجیر آدہی رات کو کہٹکائی اور کون
تنہا ملا ہی یار زمانِ دراز میں
افسردگی کی اپنی جو گرم بیان ہوں ہم
دشمن کی افترا سی رہائی محال ہی

وسواس ہمکو جب ہو جو آئینہ دل نہو
صحبت ہے اپنی کوئی ملول و خجل نہو
ای جذب اشتیاق وہ پیماں گسل نہو
ای فرط جوش شوق بس اب تو مخل نہو
آتش کبہی جہا نہیں پہر مشتعل نہو
گھر یار کا جو گھر کی میرے متصل نہو

پہر دلدہی میں گرم ہی دلدار شیفتہ
ڈرتا ہوں میں کہ پہر کہیں خواہانِ دل نہو

اتنی جمیل سی تو کبھی انس و خو نہو
ڈرتا ہوں آفتاب سی اب ہیں کہیں تو نہو

ہی گل کا رنگ تجھسی مشابہ نہ دیکھیے
بچئے صبا سی بھی کہ کہیں تیری بو نہو

سب آرزوئیں تجھسی فلک نے نکالدیں
یہہ آرزو ہی اب کہ تری آرزو نہو

جانا کہیں ہو جاتی تھی تا تیری گھر کی راہ
یا اب یہہ ڈر ہی راہ میں تو روبرو نہو

یا غیر سی بھی خوش تھی کہ تیرا تو دوست ہے
یا اب خفا ہوں اس سی جو تیرا عدو نہو

جب تک کہ تم رقیب سے ملنا نہ چھوڑ دو
ملجائے تمسے شیفتہ ایسا کبھو نہو

کچھ پیچ و تاب دل کا جبیں پر اثر نہو
اتنا تو حوصلہ ہو اگر بیشتر نہو

ساماں عیش جمع مگر ہمکو اجتناب
کیا کیجئے جو حکم قضا و قدر نہو

اونکو وہ لاف مہر و وفا ہو کہ کیا کہوں
ہمکو گر اہتمام تلاش خبر نہو

ناصح جو کام ترک وفا سی لیا تو کیا
جو بات عیب کی ہی وہ ہرگز ہنر نہو

ہم وہ نہیں کہ اوسکو بھی کہیں حساب میں
جس آہ کا کہ چرخ نہم تک گذر نہو

کیا تاب ہی کہ تا بن مژگاں ہو جلوہ گر
جس قطرہ سرشک میں لخت جگر نہو

امیدوار جلوہ معنی غلط نہیں
جو نکتہ فہم محو نقوش و صور نہو

ہر چند مجھسی بے سبب آزردہ ہی مگر
ڈرتا ہوں میں منانی سی آزردہ تر نہو

ہیں آنیوالی شیفتہ کچھ دوست اوبھی
مطرب کو حکم ہو کہ ابھی نغمہ گر نہو

جبتک وہ مہر جلوہ یہاں جلوہ گر نہو
لاکھ آفتاب سی شب ہجراں سحر نہو

کیا مانگتی ہو جان بھت لوگ دی چکی
وہ بات ہمسی کہتی کہ حد بشر نہو

کسکو کیا پسند نہ کیونکر کروں پسند
مجکو نظر نہو جو غرور نظر نہو

یہہ شوق ہرزہ تاز بھت منفعل کری
دربان و دست دوست ہمارا اگر نہو

میخانی میں ہو کہ ندیکھو گی عمر بھر
وہ شام جسمیں پرتو فیض سحر نہو

آئین ناز کینہ و رسم ادا ستم
معشوقہ کی ہنری جو بیداد گر نہو

یارونکو رنج ہو یہہ گوارا نہیں مجھی
ایسی جگہہ مروں کہ کسیکو خبر نہو

اونکا لگاؤ اور بھی کرتا ہے بیقرار
وہاں کچھہ نہو تو جوش بھاں اسقدر نہو

وہ نالہ چاہتی ہیں کہ برہم کری جہاں
لیکن یہ شرط ہی کہ ہمیں کچھہ اثر نہو

اُڑتی سی شیفتہ کی خبر کچھہ سُنی ہی آج
لیکن خدا کرے یہہ خبر معتبر نہو

نفس سرکش کی کسی ڈھب سے رعونت کم ہو
چاہتا ہوں وہ صنم جسمیں محبت کم ہو

کیا عجب وہ ہو آتش سی حرارت لیکن
ہی عجب اونکی اگر دلسی شرارت کم ہو

منع کی حرص پر انسان ہوا ہی مجبول
ناصحو دوست اگر ہو تو نصیحت کم ہو

جان پر مشغلہ فارغ ہو جو تمکو دیکھے
دل بی وسوسہ کو تمسے فراغت کم ہو

شمع رویوں سے بڑا ربط بڑہی ظلمت دل
ورنہ جتنا کہ سوا نور ہو ظلمت کم ہو

اثر عشق کی افسانی جو سن رکھی ہیں
حکم عشاق کو ہی یہہ محبت کم ہو

ہمنے دیکھا ہی وہ صیقل کدہ اللہ اللہ
کہ جہاں آئینہ دلسی کدورت کم ہو

نغمہ پرور ہی شورش سی افاقت معلوم
بادہ پرزور ہی کیا نشہ کی شدت کم ہو

شیفتہ کیسی ہی سعی ہوں مگر نامقبول
اگر اسلوب عبارت میں متانت کم ہو

اوٹھ صبح ہوئی مرغ چمن نغمہ سرا دیکھہ
نور سحر و حسن گل و لطف ہوا دیکھہ

دو چار فرشتوں پہ بلا آئیگی ناحق
ای غیرت ناہید نہ ہو نغمہ سرا دیکھہ

منت سی مناتی ہیں مجھی میں نہیں مٹتا
اوضاع ملک دیکھہ اور اطوار گدا دیکھہ

گر بوالہوسی یوں تجھی باور نہیں آتی
ایک مرتبہ اغیار کی قابو میں تو آ دیکھہ

عاشق بھی سہی پر کوئی فرہاد سا ہوگا
کاشانہ دشمن میں نہ ہو جلوہ نما دیکھہ

اتنی نہ بڑھا پاکی دامن کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھہ ذرا بند قبا دیکھہ

ایک دم کی نہ ملنی پہ نہیں ملتی ہیں مجھسی
ای شیفتہ مایوسی امید فزا دیکھہ

کہوں میں کیا کہ کیا درد نہاں ہے
تمہاری پوچھنی ہی سی عیاں ہی

شکایت کی بھی اب طاقت کہاں ہے
نگاہ حسرت آہ ناتواں ہے

نشان پائی غیر اوس آستاں پر
نہیں ہی میری مرقد کا نشاں ہے

اجل نے کی ہی کس دم مہربانی
کہ جب پہلو میں وہ نامہرباں ہے

تجھی بھی لگیا ہے کوئی تنجا
اب آئینہ سی وہ صحبت کہاں ہے

یہہ کس گلرو کا عالم یاد آیا
دم سرد اک نسیم بوستاں ہے

ہوئی بیتابی بلبل موثر
سحر اونکو ارادہ ہے سفر کا

اگر گھبرایا ہوا کچھ باغباں ہے
قیامت آنے میں شب درمیاں ہے

کوئی یہاں لاؤ اوس عیسی نفس کو
کہ مرتا شیفتہ نام اک جواں ہے

یاد آئی عطر فشاں اوسکی کو مجھے
لیجائیگی بہشت میں گلشن کی بو مجھے

ایچرخ تیری دور میں انصاف ہی یہی
وصل صنم عدو کو ہو رشک عدو مجھے

رحم ای ہجوم شوق کہ سنبل سی باغ میں
یاد آئیگا وہ طرۂ تابیدہ مو مجھے

دشمن کشی جو شکر کی سجدے لیے وقت قتل
شاید کہ آپ تیغ سی ہوگا وضو مجھے

تا صبح حشر بخت میری جاگتی رہیں
ایکبار صبح آکے جگائی جو تو مجھے

تشبیہ تیری زلف سی ہی ہو نہ غیرتی
سنبل سی عطر فتنہ کی آتی ہی بو مجھے

تاب وصال اوس سمن اندام کو کہاں
بس بس چھیڑا ہی خلش آرزو مجھے

جاتا ہوں کوی غیر میں صحرا کے بدلی میں
دیوانگی میں بھی ہی تیری جستجو مجھے

وہ مانع تپش ہی تمہیں شوق اضطراب
بہاتی نہیں ہی شیفتہ ایسی بھی خو مجھے

اگلی رنجش اونکو یاد آنے لگے
ہم جو غیروں کی گھر میں جانے لگے

کچھ بناوٹ سی تو نہیں یہہ غش
تم مجھی عطر کیوں سنگھانے لگے

چھیڑ کے دشمنوں کا ذکر کرتے ہیں
باری غیروں کو بھی جلانے لگے

تلخ کامی کی گر کھیں لذت — چرخ غالب کہ زہر کھانے لگے

میرے رو نہیں تو نہیں تاثیر — غیر پھر اشک کیوں بہانے لگے

غیر سے کب ہوا ہے ترک کلام — باتیں تم ہمسے بھی بنانے لگے

ہم جو تحریک ناتوانی سے — قصہ ہای ستم سنانے لگے

سکے کہنے لگے کہ ہاں سچ ہے — تم میرے ناز کیوں اٹھانے لگے

وہ غزل ہمنے شیفتہ لکھی ہے
جسکو زہرہ بھی سنکے گانے لگے

اور الفت بڑھ گئی ملاپ دس ستم ایجاد سی — اک نئی لذت جو پائی دل نے ہر بیداد سی

غیر کو اندوہ فرقت مبارک ہو کہ یہاں — وہیاں جلتا ہی نہیں اُسکا دل ناشاد سے

عشق میں یکھ مرحلہ بھی پیش آتا ہی ضرور — کسکو امید اثر ہی نالہ و فریاد سی

مجسے کیا کیا شاد ہوگی روح قیس و کوہکن — پھر نظر آتی ہیں کوہ و دشت کچھہ آباد سے

ہیں وہ قابو میں عدو کی بس یہی تدبیر ہے — جائیں اُسکی پاس نالاں یار کی بیداد سے

رشک آزادی پہ ہی ایسی اسیر دنکی مجھی — چھٹ گئی جو جان دیکر پنجۂ صیاد سی

ڈوب مرینگی جگہہ ہے غسل صحت ہجر میں — روئی دیتا ہوں احبا کی مبارکباد سے

وہ قتیل تیشہ ہی میں گشتہ ابروئی یار — یا رہیجا مجکو نسبت دیتی ہیں فرہاد سے

چھیڑتے کیوں ہو مجھی جانی دو ان باتونکو بس
تم بھلا جاتی رہوگی شیفتہ کی یاد سے

پہر محرک ستم شعاری ہے
پہر اونھیں جستجو ہماری ہے

پہر وہی داغ و دل سی صحبت گرم
پہر وہی چشم و شعلہ باری ہے

پہر وہی جوش و نالہ و فریاد
پہر وہی شور و آہ و زاری ہے

پہر خیال نگاہ کافر ہے
پہر تمنائی زخم کاری ہے

پہر وہاں طرز دلنوازی ہے
پہر یہاں رسم جاں نثاری ہے

پھر وہی بیقراری تسکیں
وہی تسکین بیقراری ہے

پھر جفا وہاں وفا ہوئی پھر یہاں
ناامیدی امیدواری ہے

جسکے جور و ستم بھی یاد نہ تھے
پھر وہیں اوسکی یادگاری ہے

پھر ہمیں کام کچھہ نہیں تمسے
پہر وہی وضع گر تمہاری ہے

شیفتہ پھر ہے ننگ عزت سے
پہر وہی ہم ہیں اور خواری ہے

وہاں پہنچنی کی منت دم صبا پر ہے
کہ شوق سی میری خط کیلیے ہوا پر ہے

مدد کو آگئی میری مسکراکے ذبح نکر
کہ میری گرگ بھی موقوف اسی ادا پر ہے

مرض ہو جسکے سبب سے غضب وہ یہہ ہے
جئی جئی جئی زور کیا قضا پر ہے

رقیب کہتی ہیں اس جور پر بناتی ہو
قیامت آئی کہ تشنیع اب وفا پر ہے

خفا ہوئی ہیں عدو اپنی ہی بری خو سے
تجھے گمان بد اہی بدگمان حیا پر ہے

خلل تھا اسمیں جذب دلسی کیا کیا آج
ہزار خون ہوس گردن حنا پر ہے

رقیب سے ہے جفائے حبیب کا شکوہ
تو آپ شیفتہ اے شیفتہ جفا پر ہے

فصل گل ہے میکدہ کا ساز و ساماں چاہیے
توبۂ زہد لبیدہ زیب طاق نسیاں چاہیے

محو لیلی ہے یہہ مجنوں جان سازو نسے لکھو
اسکی رہنے کے لیئے یوسف کا زنداں چاہیے

کشمکش اس جیب سے دست جنوں بیفائدہ
غیر کا زور آزمائی کو گریباں چاہیے

نرگستاں چاہیے نے چاہیے سنبل کدہ
چشم فتاں چاہیے زلف پریشاں چاہیے

جاے سبز سبزۂ خط قد موزوں جاے سرو
یہہ گلستاں ہو تو وہاں سیر گلستاں چاہیے

شاہداں دلربا اتنی نہیں دشوار جو
صرف انکو مال و جان ناموس و ایماں چاہیے

ہر غزل اپنی بیاض چشم آہو پر لکھو
جیسی دیوانی ہیں ہم ویسا ہی دیواں چاہیے

نغمہ ہاے گلفشاں کو سمجہیں کیا زاغ و زغن
داد دینے کو میرے مرغ الحاں چاہیے

گرد کلفت خاک صحرا و شتہ غم نوک خار
تیری وحشی کے لئے ایسا بیاباں چاہیے

جان دی ہے ہنے درد ہجر گلعذار میں
نعش کے ہمراہ بلبل مرثیہ خواں چاہیے

اکثر ایسے وقت کم آتے ہیں ارباب خلل
مے کشی کا شغل وقت ابر و باراں چاہیے

جس روش میں کی خراش خواہش نیک و خواہد
اوسمیں جد و جہد تا سرحد امکاں چاہیے

گر سلوک راہ حق پیشہ ہے اے روحی فدک
حد لے اندازہ وسعی فراواں چاہیے

پاؤں کم پر شیر یکو نسے قناعت نیک ہے
بایزید سے زہد ہو شبلی کا عرفاں چاہیے

جسم سے ہو معنی روح مجرد آشکار
نقط سے ہو صورت معنی نمایاں چاہیے

اور اگر شیوہ معاذ اللہ رندی کا ہوا
نغمۂ نے کا گذر ہو پردہ گاہ زہرہ تک

کام ناقص ہی مگر گر اب ہمیں نقصان چاہئے
موجۂ مے کا اترنا بام کیواں چاہئے

آبرو روئی ہی ہی پر فخر یکتائی نہیں
شیفتہ مژگان تر خوننابہ افشاں چاہئے

کیونکر مجھے خط رقم کرینگے
ہم پیشہ ہی اضطراب و شوخے
اتنی ہی بڑی ہے بیقراری
جوش وحشت میں ای پریرو
نوبت ہی تو سب امور ہیں ہو
مرنے کا میرے ذکر کرنا
آرام کی فکر اب ہوئی ہے

کیا غیر کا سر قلم کرینگے
کسواسطے مجھسے رم کرینگے
اب آپ سے انس کم کرینگے
بس تیرا ہی نام دم کرینگے
اب غیر پہ وہ ستم کرینگے
قاصد وہ بہت الم کرینگے
تمسے نہوا وہ ہم کرینگے

دلی میں تو شیفتہ ہے استاد
ہم قصد سوی عجم کرینگے

دلنسی یہاں آنیکی تدبیر ہے
جو کہ ہوا محو تجلّے ذات
واہ ترا جلوۂ حیرت ادا
وجہ توقف اجل جان فزا

کیا اثر نالۂ شبگیر ہے
خاک دراوس شخص کی اکسیر ہے
آئینہ عشاق کی تصویر ہے
قتل میں اغیار کے تاخیر ہے

چھوڑ دی وہ بھی تو ہیں کیونکر چھٹوں
کھیل ہے کچھ کہ دکھا دوں تمہیں
غیر یہ پڑتے ہیں خدنگ نگاہ
خط کے نہ لکھنے کا لکھوں کیا گلہ
کیا لکھوں احباب کی آہن دلی
غیر بھی کیوں تم سے نباہینگے اگر
نغمہ سرا کو نسا یاد آگیا

کشمکش زلف گرہ گیر ہے
فرض گیا آہ میں تاثیر ہے
سینہ میں میرے خلش تیر ہے
خامہ مدد گر دم تحریر ہے
پانو میں فولاد کی زنجیر ہے
جرم وفا تغافل تعذیر ہے
نالہ میں آواز بم و زیر ہے

ہمسے وہ ناحق جو خفا ہو گئے
شیفتہ کچھ اپنی ہی تقصیر ہے

لکھا کہ تنگ ہوں اتنی بھی بدگمانی سے
یہی ہے شکر کہ دلکی نظر تو روشن ہے
ہزار باتیں بناؤ دلی ہو غیر سے تم
محبت اس خفگی سے عیاں ہی ہی مگر دو
میں سادگی سے بیاں کر رہا ہوں صف دہن
سواے پیر مغاں اور ظرف کسکا ہے
تما طلب ہے عجب کار ہی لب بیتاب
کسیکے نرگس میگوں نے کھو دی ہیں ہوش

لکھا جو ڈر ہی مجھی ایسی مہربانی سے
نظر تو خیرہ ہوئی برق لن ترانی سے
نشان ہمکو ملا گم ہوئی نشانی سے
کہ تنگ لطف ٹپکتا ہے بدگمانی سے
وہ ہو تو ہمسکاٹتی ہیں اپنی نکتہ دانی سے
کہ بہرہ در ہو گدا جام و کمسنگانی سے
کہ دل گرفتہ ہے گلدار دلستانی سے
یہ بیخودی نہیں صہبائے ارغوانی سے

بھڑک گئی نم شبنم سے اور آتش گل
یہ کیسی آگ ہے دل کی ہوئی جو پانی سے

یہ ہے نصیحت پیران کار افتادہ
کہ بد بلا ہے جوانی ڈرو جوانی سے

وہاں تو شیفتہ مطلوب ہے خوش افغانی
نہ نکتہ دانی سے کچھ ہو نہ خوش بیانی سے

شب ہم نے لئے خواب میں زنجیر کی بوسے
دینگے وہ مگر زلف گرہگیر کی بوسے

اللہ ہی کا فر کی نزاکت کہ اوڑا رنگ
ہم نے جو لئے ان کو تصویر کی بوسے

اس جرم سے قاتل نے لہو اوسکا چٹایا
بسمل نے لئے تھے لب شمشیر کی بوسے

موہنہ پھیر مری جانب چلے آتی ہیں گویا
نالے نے لئے شب رخ تاثیر کی بوسے

وہ چوٹتی ہیں ہاتھہ ادہر اور ادہر میں
سوفار کی لیتا ہوں جگر چیر کے بوسے

دل ہے تیر ترشک سے ہوتا ہے مشبک
زنبور نے لے اوس ہدف تیر کی بوسے

نامہ کو مرے یار نے آنکھوں سے لگایا
ملجائے تو لوں نامۂ تقدیر کی بوسے

کرتا ہوں جو تعریف میں اس تنگ دہن کے
لیتی ہیں مری لب مری تقریر کی بوسے

یوں خاک نکلتا اگر اس لب کی نہ لیتی
ہم شیفتہ آگے فلک پیر کی بوسے

دشمن ہمارا کون نہیں تیری واسطے
دیتی ہیں سر چارہ گر یں تیری واسطے

انصاف کر کہ جرح کو کیا مجھ سے کام تھا
ساری ہی ان دیتیں مجھے دیں تیری واسطے

افغان لنحراش سے تو ہی جو بے قرار
اپنی سے آپ ہم کو ہی کیں تیری واسطے

تو کیا ہم آپ کھتی ہیں کہ ہمنی برا کیا
سب کی برائیاں جو سہیں تیری واسطے

جس لب کی غیر بوسی لیں اوس لب سی شیفتہ
کمبخت گالیاں بھی نہیں تیری واسطے

عشق ذلت ہی تو ذلت ہی سہی
میری ذلت تیری عزت ہی سہی

میری آزار کی تہمت ہی سہی
تمکو الفت ہی تو الفت ہی سہی

نہ لکھو نامہ نہ بھیجو پیغام
عشق کی آپ سی نسبت ہی سہی

ہمکو بھی شوق ہے نظارہ کا
دیکھنے کی تری عادت ہی سہی

خاک ہونی پہ میری دھیان تو ہی
نہیں لطف کدورت ہی سہی

دیکھنا غیر کا موقوف تو ہے
قتل کی میری ندامت ہی سہی

ہمنے بھی طرز صبا دیکھی ہے
تری لگ چلنی کی خصلت ہی سہی

سب فسانی کا نہیں ہی جو دماغ
ایک چھوٹی سی حکایت ہی سہی

ناشکیبی کی دعا مانگیں گے
صبر کی ہمکو ضرورت ہی سہی

ہجر تو جاے جو ہو جاے وصال
وصل ممکن نہیں فرقت ہی سہی

ازدحام غم و رشک و حرمان
پھر بھی فرصت ہی تو فرصت ہی سہی

بخت ناساز کا ہوں شکوہ سرا
اونکی پردہ میں شکایت ہی سہی

کبھی اغیار سے ملنا موقوف
مجکو الفت نہیں غیرت ہی سہی

وصل اغیار سی بے وجہ نہیں
میری مرجانیکی عبرت ہی سہی

دعوی الفت دیتا ہے حیف ‏ ‏ ‏ گر اذیت ہی اذیت ہی سہی

میری خاطر سی چلو شیفتہ واں
خیر اونسی تمہیں نفرت ہی سہی

مجھہ تازہ گرفتاری فریاد زبس کی ‏ ‏ ‏ جان اوڑ گئی بس کہنہ اسیران قفس کی
پہر شکل نظر آئی مجہی دام و قفس کی ‏ ‏ ‏ پہر دل نی میری طرۂ خوش خم کی ہوس کی
ہی رحم تو اوس بیخود و بیتاب پہ لیلی ‏ ‏ ‏ جو اپنی ہی نالہ کو کہی بانگ جرس کی
نیرنگ ہی کیا سبزۂ خط شمع رخونکی ‏ ‏ ‏ یعنے ہی منافات بہم شعلہ و خس کی
غیر ونسی ادی بات نکیونکی ردوں ہیں لیکن ‏ ‏ ‏ یہہ بات نہیں ہی میری ہمدم میری بس کی
خود چاک کروں جامۂ اعدا کہ نہیں چاک ‏ ‏ ‏ چھیڑے ہی کیوں ہچکیاں رباب ہوس کی

ای شیفتہ اس فن میں ہیں ہم اسکی پیر طریقت
گو عمر ہی میری ابہی اکیس برس کی

دست عدو سی شب جو وہ ساغر لیا گئی ‏ ‏ ‏ کن حسرتوں سی خون ہم اپنا پیا کئی
شکر ستم نی اور بہی مایوس کردیا ‏ ‏ ‏ اس بات کا وہ غیر سی شکوہ کیا کئی
کب دلکی چاک کرنیکی فرصت ہمیں ملی ‏ ‏ ‏ ناصح ہمیشہ چاک گریباں سیا کئی
تشبیہ دیتی ہیں لب جانبخش یار سی ‏ ‏ ‏ ہم مرتے مرتے نام مسیحا لیا کئی
ذکر وصال غیر و شب ماہ و بادہ سی ‏ ‏ ‏ ایسی لگی گئی ہمیں جلتے دیا کئی
تہی لحظہ لحظہ ہجر میں اک مرگ نو نصیب ‏ ‏ ‏ ہر دم خیال لب سی تری ہم جیا کئی

طرز سخن کبھی وہ مسلم ہے شیفتہ
دعوی زبانسے نکلئے معنے یا کیے

اسکا دل گرمی جلنے سی پگھل جاتا ہے
بل بہی شمع کی رشتہ کا نکل جاتا ہی

رشک سی ننگ میں تغییر جو پائی تو کہا
تجھسے ڈرتا ہوں کہ تو دم میں بدل جاتا ہی

بھیجکر کسکو بلاؤں شب غم میں کہ کوئی
لا کھہ خاطر ہو پہ کب سوئی اجل جاتا ہے

ہمدمی اس خوش حرکاتکی سحر چھیڑنیکو
شب کو سوتی ہیں مجھی عطر وہ ملجاتا ہے

ہیں وہ گرم نگاہ طلب ہوں کہ اگر
وہاں بلاتو لب بام ابھی پہل جاتا ہے

ہجر میں وصل اجل کا کوئی جاتا ہے خیال
چارہ گر جان ہی لیکر یہہ خلل جاتا ہی

ہنستے ہنستے جو بکاوٹ تیری یاد آتی ہے
اشک گرتی ہوئی آنکھوں سی سنبھل جاتا ہی

شیفتہ بسکہ ہوں میں سرو قدونکا کشتہ
نخل جو گور پہ اگتا ہے سو جل جاتا ہے

گلی پہ میری نے دشمن کی وہ شمشیر پھر آتی ہے
نہ یہاں تدبیر چلتی ہی نہ وہاں تقدیر پھرتی ہے

تری خوں کردہ ہجر آئی تجکو دیکھکر جانا
کہ میری آنکہہ کی آگے تری تصویر پھرتی ہے

بگڑتا غیر کی گھر کا ارادہ تم کہ مدت سے
تجسس ہیں فغان شوق کی تاثیر پھرتی ہے

نہیں پھر تیری صبح گہہ یا اشکبار افگن
تشکل آرزوی خاطر نخچیر پھرتی ہے

تیرے گھر سے میری گھر کا ہی انکو قصد وہ دشمن
تری تقدیر پھرتی ہی میری تقدیر پھرتی ہے

اٹھا جہاں کی الکعل سا ہی جسم کی دی ہے
فغان عزم کیوں گلشن کی بے تاخیر پھرتی ہے

نگاہ دلربائی یار طبع بوالہوس دیکھی
کہ آپ ہی آپ بے تقریب تقصیر پھرتی ہے

نرالی سب سے ہی اپنی روش اے شیفتہ لیکن
کبھی دلمیں ہوائی شیوہ ہای سیر پھرتی ہے

ادہر مائل کہاں وہ مہ جبیں ہے
فلک کو مجھے کیوں پرخاش کیں ہے

نہ دیکھا اپنی بسمل کا تماشا
قریب آکر وہ کتنا دوربیں ہے

یہہ اچھا ہے تو اچھا غیر کو بھی
ستاؤ اور پوچھو کیوں غمیں ہے

ہمیں صورت دکھائے کیا تمنا
کہ عاشق جسکی ہیں پردہ نشیں ہے

یہہ مجھسی شکوہ ہے اللہ ری شوخی
کہ میری غم سے تو اندوہگیں ہے

یہہ کیسا تفرقہ ہجراں نے ڈالا
کہیں کیا ہم کہیں ہیں دل کہیں ہے

نپوچھو شیفتہ کا حال صاحب
یہہ حالت ہی کہ اپنی میں نہیں ہے

لطف اور دل یہ ہی ہمکو ستم بھی بس ہے
نہیں وہ بھی ہمیشہ کوئی دم بھی بس ہے

بزم دنیا میں دو شخص کو کب عیش نصیب
سو تجھی کو ہی مجھکو تو یہہ غم بھی بس ہے

دسترس ہم کو سر پا کی جو نہیں ہی نہ سہی
اپنی سجدے کی لئی نقش قدم بھی بس ہے

سجدہ دوست ہوا عشق کا حصہ یعنی
اور لوگونکی لئی دیر و حرم بھی بس ہے

غیر پر چاہئی اے چرخ تجھی کرنا جور
مجھسے ناکام کو تو بخت دژم بھی بس ہے

دولت وصل سے کیا کام ہے دسنا کو نکو
نا خسرو کی لئی خیل و حشم بھی بس ہے

کی تمنائی کرم ہینے تو فرماتے ہیں
شیفتہ تیری لئی جور و ستم ہی بس ہے

سجدہ کی کسی در پہ تمنا نہیں رکھتے
گردن پہ سرناصیہ فرسا نہیں رکھتے

اس کوچہ میں ای نگہت گل جلوہ عبث ہے
ہم کچھ ہوس سیر و تماشا نہیں رکھتے

ہر چند کہ ہی آپ سی ملنی کی تمنا
پر آپ سی ملنی کی تمنا نہیں رکھتے

دشوار نہیں رفع حجاب آپ سی لیکن
مطبوع ہم انداز زلیخا نہیں رکھتے

یوں چارہ گری غیر کی ہوتی ہی کہ گویا
ہم جان حزین و دل شیدا نہیں رکھتے

مطلب ہے و معشوق سی ناصح کو نہیں اور
ہم دیدۂ بینا و دل دانا نہیں رکھتے

کس لطف سی وہ لطف سی فارغ ہیں کہ عشاق
تاب نگہ حوصلہ فرسا نہیں رکھتے

دشمن سی ملاقات کی ٹھیری ہی کہ بوجہ
وہ سر پہ پرند گھر آما نہیں رکھتے

ای شیفتہ ہم جب سی کہ آئی ہیں حرم سی
شوق صنم و خواہش صہبا نہیں رکھتے

خندہ زن ہیں دوست میری بدبیر آب سے
سخت دشمن کو جگائیں میرے نالی خواب سے

وصل کی شب ہیں نئی تو نسی ہم واقف ہی کے
شعلہ حسن نہایت دیر پا مہتاب سے

میں طعوردہ ناحق ہوں اونکا حسن دیکھکر
اونکا من بھر گیا ہی میری ہی خوناب سے

میں وہ میکش ہوں اگر بیخود بھی ہو جاوں کبھی
ہوش آتا ہے مجھی بوئی شراب ناب سی

گر ہم خود دیکھا تو کر دیتی ہیں سب کو بیقرار
دلکو رحمت جو گئی بیتابی سیماب سی

جسکو سمجھا آشنا نکلا غرض کا آشنا
دل ہی افسردہ نہایت گرمی احباب سے

ضد تو دیکھو تشنہ کام شوق مجکو جانکر
قتل کرتا ہی ستمگر خنجر بی آب سے

فرش مخمل پر بھی وہ بیخواب دشمن خواب میں
روندگی میری کھڑی ہوتی ہیں نام خواب سے

کسکی زلف خم بخم پھر لگئی تاب قرار
شیفتہ پھر کچھ نظر آتی ہو تم بیتاب سے

رقیب بوالہوس کا مونہہ ہی لطف جور کو دیکھے
وہ اپنی وضع کو دیکھے ہماری طور کو دیکھے

پریوش بھی ہیں شیدائی کی تقلید لقا دیکھو
بھلا کب دیکھہ سکتی ہیں کہ عاشق اور کو دیکھے

نظر سی فتنہ کی گردش ہی گردونکی بجا وہ ہے
جو چشم مست کو ساقی کی می کی دور کو دیکھے

صفائی غیر سی کیجی مکدر ہیں نہیں تمسی
کوئی کیا خاک خوش ہو جب کسی بدطور کو دیکھے

ستم سی شیفتہ اس طرح مایوس کرتی ہیں
وہ اپنے تاب کو دیکھے ہمارے جور کو دیکھے

پھر نصیحت کی کسکو تاب رہے
جو ہی دل کو اضطراب رہے

جب خطائی نکردہ ثابت ہو
عقل کیا بر سر صواب رہے

بوئے گل کام کر چلے اپنا
دختر رز نہ نقاب رہے

مل گیا دوست منتخب پھر کیوں
شعر کا شوق انتخاب رہے

واہ رندی و بیکسی کہ یہاں
عمر بھر عالم شباب رہے

جب پڑی لذت ہم آغوشی
پھر بغل میں کہاں کتاب رہے

مستانہ غافل ہوا انجمن ساقی
دور میں ساغر جباب رہا ہے

بزم دشمن کا عزم تہا موقوف
تہوڑی دیر اور گر سحاب رہا ہے

ہی بڑہاپی میں خوف بدمستی
کہ جوانی میں کم خراب رہا ہے

شیفتہ کوئی حال وارد ہو
پر معارف سی اجتناب رہا ہے

مونہہ بنائی ہوئی اوس کو گذر کرتا ہے
اتہو لو غیر بہی دلمیں مری گھر کرتا ہی

ذبح اوسکو بہی موذن ہی مگر کرتا ہے
کیوں شب وصلمیں غل مرغ سحر کرتا ہی

یاد میں اوس قد رنداں کے مواجانا ہوں
کار الماس مری حقمیں گہر کرتا ہے

اوسکی ناوک کی توجہہ پہ مری جان نثار
ہاتہہ سی چہوٹتی ہی قصہ جگر کرتا ہے

گرنہیں یہہ کہ بہرتا ہی وہ ظاہر داری
کیوں نگاہ غلط انداز ادہر کرتا ہے

دل مضطر کی رہائی میں نظر رکہتا ہے
جو تری طرۂ خوش خم پہ نظر کرتا ہے

دیکہیں آہ ہماری بہی اثر کرتی ہے
سخن جو رو سنا ہی کہ اثر کرتا ہے

ایکدن شام ہماری بہی سحر کردیگا
وہی جو شام کو ہر روز سحر کرتا ہے

دلکی ٹکڑی ہوئی جاتی ہیں مگر مرغ چمن
آج کچہہ نالہ بالحان دگر کرتا ہے

آج پہر اتہم یوسف ہی ہر اک کوچہ میں
کاروان مصر کو کنعاں سی سفر کرتا ہی

بدگمان آپ غلط محرم اسرار سی ہیں
دل ہمیں راز نہانی کی خبر کرتا ہی

جان کا عونی ہو جسی یہ نظر مثل حباب
وہی مشتاق فنا چشم کو تر کرتا ہے

شیفتہ جسکو نہیں عشق وہ اپنی نزدیک
کیا بری طرح سے دنیا میں بسر کرتا ہے

عشق کی میری جو شہرت ہوگئی
یار سے مجکو ندامت ہوگئے

خاک بغرض مدعا اوس سے کہوں
جسکو باتو نہیں کدورت ہوگئے

پھانسی جانیکو ہیں وہ آج کل کہیں
کیا بلا ای ابر رحمت ہوگئے

اب ستم اغیار پر کرنے لگے
میرے مرجانیسے عبرت ہوگئی

جلوۂ معنی نظر آنے لگا
پیتی پیتی میں یہہ صورت ہوگئی

انکی باتیں آپسی بھی چھپ کر سنیں
آج ناصح کو نصیحت ہوگئی

منع وصل غیر پر ہنسکر کہا
باری اب تمکو بھی غیرت ہوگئی

بوئی گل اوس گل کی بو کی ہمدرد
فی الحقیقت بی حقیقت ہوگئی

بس نفر ناتے پھر دیہہ شیفتہ
گو نہیں تمسے محبت ہوگئی

وہ جو اٹھے جان رخصت ہوگئی
شیفتہ یہہ کیا قیامت ہوگئی

بوئی یار اس بزم میں آئی مجھی
جب مجھی ساقی سے الفت ہوگئی

جلوہ پیدا سب مانع نظارہ ہے
وصل میں تاثیر فرقت ہوگئی

نغمہ دمی سے مجھی کیا کام تھا
اونکی صحبت میں یہہ آفت ہوگئی

بی سخن نسبت مع اللہ ہی ادسی
قوم سی جسکو کہ نسبت ہوگئی

اب رقیب بوالہوس ہیں عشق باز
سچ کہونگا گو ہیں دونو آشنا
عشق سی کیا کیا خرابی پڑ گئی

دل لگانی سی بہی نفرت ہو گئی
بیشتک انسی سہو و غفلت ہو گئی
عقل سی کیا کیا حماقت ہو گئی

شیفتہ دیکہ نئی مشرب شخص ہے
کس سے لوگونکو عقیدت ہو گئی

ملنی کا برے اور تری چرچا نکرینگے
بے عذر وہ کر لیتی ہیں وعدہ یہہ سمجہکر
کب اہل خرابات کوئی راز کہیں گے
پہنچا ہوں ہیں مرنیکے قریب آتی ہیں دیکہو
جاتی ہو اگر غیر کے گہر ضد سے ہماری
مسجد میں بہی آتا ہے خیال خم ابرو
وہ مجہسے نہ بولیں کبہی یہہ بات نہوگی
ای حور لقا کیوں نہ تمنا ہی جناں ہو
ہم آپ پر غش ہیں تو غش آیا یہہ سخن کیا

گر دست ہیں اغیار تو رسوا نکرینگے
یہہ اہل مروت ہیں تقاضا نکرینگے
جبتک کہ نہ سہی ہمیں بیگانہ کرینگے
وہ دور ہیں اب پاس عدو کا نکرینگے
ہم آپ کی آنیکی تمنا نہ کرینگے
ہم راست بیانی میں محابا نہ کرینگے
وہ غیر سے باتیں کریں ایسا نکرینگے
کیا وہاں تری ملنی کا ارادہ نکرینگے
تم آپ سے جاتی ہو ہم آیا نہ کرینگے

ہرگز بہی نہیں خاطر جاناں میں ٹہکانا
ای شیفتہ ہم دعوی بیجا نکرینگے

کیوں نہ مجکو مرض یاس کی شدت ہو جائے

ملک الموت بہی جب ہہر عیادت ہو جائے

گریۂ غیر سے وہ پھر عبادت ہو جائے
اشک شادی ہی یہہ کاش شکایت ہو جائے

اپنی ہی عشق کی نسبت سے ہوا شادی مرگ
کیا کروں اسکو بھی گر مجھسے محبت ہو جائے

اور گر کچھ بھی نہو دامان اجل تو کھینچوں
کاش اتنی ہی مجھے ہجر میں طاقت ہو جائے

نیم جاں ہوں وہاں قتل کا آئی جو خیال
تو یہاں اس سے کہیں پہلی فراغت ہو جائے

سانس بھی کل تو نہ تھی آج نکلتے ہی آہ
مجکو ڈر ہی کہیں پھر مجکو نہ مہلت ہو جائے

ناصحو منع کرو جب تو یقینی مانوں
تمکو بھی گر کسی بیدرد سی الفت ہو جائے

پا کی تشرف مجھے مرنی پہ بڑی عدے ہیں
ہے یہ الطف اگر اب مجھے صحت ہو جائے

شیفتہ ایسی اوڑا اہل کدورت کی خاک
دیکھکر شیشۂ ساعت کو بھی عبرت ہو جائے

ہے ستم واقف ہو میری حال کی تغیر سے
بوالہوس کہتی ہو پھر اک آہ بے تاثیر سے

عشق میں اک صید افگن کی ہے یہ جوش حسد
فصد میری کھولتا جراح نوک تیر سے

چاہئے اغیار کو بھی اپنی منہہ پر کچھ ملیں
چاہ ثابت ہوتی ہے ہاں رنگ کی تغیر سے

مر رہا ہوں درد فرقت میں نہیں دیتا کوئی
سچ اگر پوچھو تو سم بھی کم نہیں اکسیر سے

ہاتھہ میں دیکھا جو تیری قبض جاں ہونے لگی
دست دشمن کم نہیں کچھ قبضۂ شمشیر سے

عشق کا سودا تھیں جاتا ہے بعد از مرگ بھی
دیکھہ لو وحشت ہی ظاہر قیس کی تصویر سے

کیا غضب ہے وہ بھی پڑھوایا عدو سے خط مرا
تھی جو آگاہی شکایت کی وہ نہیں تحریر سے

وصل میں روتی تو شاید کچھ اثر ہوتا وہی
کیا اثر غم میں حصول آہ بے تاثیر سے

تنگ مہمانی دشمن بھی کیا ہمنے قبول
شیفتہ لیکن نہ آئی وہ کسی تدبیر سے

کیا ذکر اسکی آگی مری آہ کا چلے
یوں بعد ذبح چھوڑ تڑپتا ہوا چلے
ناصح تری زبان تری بس میں جب تلک
محروم ہوں رقیب بھی جلوے سے یار کے
اسد کیا غرور ہی تمکو کہ بزم سے
یہہ شوق وصل ہی اگر پانو ٹوٹ جائیں
مانا کہ جلد آوگی پر اسکا کیا علاج
کیوں دکتا ہی اسمیں ضرر کیا ہی ساربان
افسوس اوسنی کچھہ نہ کہا سنکی حال دل
دیکھا جو نزع میں مجھی کچھہ رحم آگیا
وعدہ عدو کا آپ کی تکرار سی کھلا
یہہ غم اگر نہیں کہ نہ آیا وہ بیوفا
وہ گل کھلیں جو جائی تو کیونکر ملی سراغ
گرمی کی غدر سی اونہیں جانیکا قصد ہے
کیسا ہی غم رسیدہ ہو یہاں آتش کی شاد ہو

جس گل کی شمع بزم سے بچکر صبا چلے
قربان ایسی آنکی کیا آئی کیا چلے
انصاف کر کہ دل پہ مرا زور کیا چلے
بجھہ جائی شمع بزم ہیں ایسی ہوا چلے
ہم کتنی جلد اُٹھی پہ نہ اتنا کہا چلے
اونکی گلی کی سمت مرا نقش پا چلے
پہلو سی اُٹھنی ہی جو مرا جی بٹھا چلے
دیوانہ ایک گرپس محمل لگا چلے
ہم قصہ خواں کی طرح فسانہ سنا چلے
گو زہر دینی آئی تھی شربت پلا چلے
بینی یونہیں کہا تھا کہ کیا آئی کیا چلے
روئی مری جنازہ پہ کیوں اقربا چلے
مانند گرد جسکے جلو میں صبا چلے
ای آہ سرد رحم کر ٹھنڈی ہوا چلے
اک ہم تمھاری پاس خوش آئی خفا چلے

تھی کب سے مرگ و حسرت دیدار میں نزاع
وہ آگئی ایک لمحہ میں جھگڑا مٹا چلے

جلدی ہی کیا ٹھکانہ بھی پیدا کریں کہیں
آخر تیری گلی سے تو اے بیوفا چلے

کیا پیش آئی دیکھیے وہاں جا کے دوستو
کھد کہ پیچھے پیچھے مری رہنما چلے

اے جان لب پہ آکے ٹھہرنی سی فایدہ
رہنا ہوا تو ہو گئی چلنا ہوا چلے

کس کس سے اسمیں بگڑ گئی کچھ یہہ بھی ہے بیاں تھا
باتیں تو آپ **شیفتہ** اون سے بنا چلے

ظالم کبھی تو داد دل و چشم تر ملے
سینہ سے سینہ اور نظر سی نظر ملے

پھر فرض ہے مشقت تحریر و صرف زر
رستہ ہی میں ہمیشہ ہمیں نامہ بر ملے

ہے دشمنونسی اونکو ملاقات مثل ابر و گشت
ملتی ہیں ہمسی جیسی کہ خس سی شرر ملے

کیا پوچھتی ہو لطف کر دن تجھہ کسقدر
اون غرور و ناز تمہیں جسقدر ملے

ہم خوب جانتی ہیں تمہاری بگاڑ کو
غیر و نسی لڑ گئی ہمسی بھی تم و نیشتر ملے

نیرنگ عشق دیکھہ کہ منظور ہی اونہیں
گلگونہ میں چکیدہ مژگان تر ملے

محفل طراز یوں کے مزہ ہی سب دکھاونکا
وہ اتفاق سی کہیں تنہا اگر ملے

اب ہی اونہیں تلاش ہماری تو فایدہ
وہ وقت ہی گیا کہ ہمارا اثر ملے

کھائی تلاش کوچہ جاناں میں سو فریب
سبزہ جہاں ملا ہمیں یہہ سمجھا خضر ملے

ظالم تبسم نمکیں میں نکر دریغ
آخر ذرا تو لذت زخم جگر ملے

وہ **شیفتہ** کہ دہوم ہی حضرت کی زہد کی

میں کیا کہوں کہ رات مجھی کسکی گھر ملی

ابر و ربوزہ گر آب ہی اکثر ہمسے
برق بھی مانگ کی لیجاتی ہی اخگر ہمسے

صلح کل اپنی تو دانستہ ہمیں بھی ہی
وہ ہوئی صاف تو ہی غیر مکدر ہمسی

ناصحو ساری نصیحت حسد و رشک سی ہی
ترک ہوتا ہی کوئی عشق مقدر ہمسی

گردن غیر پہ چلتے نہیں دیکھا ہرگز
پیار رکھتی ہیں مگر دشنہ و خنجر ہمسی

شیفتہ سادہ بیانی نی ہمیں چمکایا
ورنہ صنعت میں بہت لوگ ہیں بہتر ہمسے

دل لیا جسنے بیوفائی سے
رسم ہے کیا یہ دلربائی کے

تذکرہ صلح غیر کا نکرو
بات اچھی نہیں لڑائی کے

تمکو اندیشہ گرفتاری ہے
یہاں توقع نہیں رہائی کے

وصل میں کسطرح ہوں شادی مرگ
مجھکو طاقت نہیں جدائی کے

دل نہ دینی کا ہمکو دعوی ہے
کسکو ہی لاف دلربائی کے

ایکدن تیری گھر میں آتا ہے
بخت و طالع نے گر رسائی کے

دل لگایا تو ناصحوں کو کیا
بات جو اپنی جیمیں آئی کے

شیفتہ وہ کہ جسنے ساری عمر
دینداری و پارسائی کے

آخر کار مے پرست ہوا
شان ہے اوسکی کبریائی کی

اپنی شوخی کی بھی خبر کچھ ہے
زلزلہ آسمان پر کچھ ہے

زاری شب کی ذرا تو دیکھیے
تجھ میں بھی دم سحر کچھ ہے

راز پوشیدہ پوچھیے کس سے
بیخبری جسی خبر کچھ ہے

نالہ سنتی نہیں تو بات سنو
خوب یا تو نہیں بھی اثر کچھ ہے

عشق کے اب کہاں وہ ہنگامے
درد دل سوزش جگر کچھ ہے

حسن کیا عرض جلوہ کرتا ہے
شہر میں شور الحذر کچھ ہے

اوسکی نیرنگ سے ٹپکتا ہے
کہ عدم سی پیشتر کچھ ہے

کھوٹی باتیں ہیں اور پہلو دار
ہاں تری دلمیں سیمبر کچھ ہے

عشق میں ساری خوبیاں ہیں جمع
اک مگر جان کا ضرر کچھ ہے

رم بہت انس کم ہی طینت میں
وہ بہت ہی پری بشر کچھ ہے

دوست یوں ان کا دیڑھتے ہیں
کہ میرے سمت اوسی نظر کچھ ہے

برق ہی روزگار خندہ گل
نازیہہ فرصت اسقدر کچھ ہے

شیفتہ یہہ مجمع اضداد
کچھ ہنر مند بے ہنر کچھ ہے

ناز کی کیا ہوئی کیوں عشق نہیں کیا صورت ہے
آئینہ دیکھتے سے اوسکی مجھی حیرت ہی

غیر تو ملتا نہیں گو کہ مجھی فرصت ہے
کوہکن کیا کہیں خسرو سی بھی غیرت ہے

عشق سی اور بڑی ہامی قساوت دلمیں
غیر کو رنج ہوا ہی تو ہمیں وحشت ہی

کچھ نئی بات نہیں وعدہ تسلی کیا ہو
وہی حرمان وہی یاس وہی حسرت ہی

مجھسے آزردہ ہو کیوں میں نے تو کہتا ہوں تجھے
تم ملو غیر سی ممکن ہی یہہ سب تہمت ہے

گر عیادت کو عدو کو بھی لئے آئیں تو خوب
کہ مرا رشک سے مرنا سبب غیرت ہے

غیر کو یاد رہی تیری محبت ہی نہیں
اور اگر ہی تو تری محو سی کیوں نفرت ہے

اے عدو کس لئے نازاں ہی سمجھہ تو آخر
جس سے ہم خوار ہوئی ہیں یہہ وہی عزت ہے

چشم سے اشک رواں لب پہ ہی آہ سوزاں
شیفتہ کسکی لئے آپ کی یہہ حالت ہے

آؤ مل جائیں لڑائی ہو چکی
ایکدم صبر آزمائی ہو چکی

ایک حالت پر نہیں رہتا کوئی
اب خفا ہو بیوفائی ہو چکی

ہم سبک ہوتی ہیں اپنی ہاتھہ سے
جو ہیں وہ بگڑی لڑائی ہو چکے

ضعف سے ہی آپ میں آنا محال
اوسکی کوچہ تک رسائی ہو چکے

اُنکی جس صورت سے ہو مل جائیے
غیر کہتی ہیں صفائی ہو چکی

شیفتہ یہاں عشق یہ وہاں حسن وہ
دونو عاجز پارسائی ہو چکے

زہر سے الماس سی تلوار سے
مجکو الفت ہی انہیں دو پیار سے

بیچلیں تھوڑا نمک بھی دشت میں
آبلے پھوٹیں گے آخر خار سے

نعش اُٹھانیگا ہی اسباب مان کریں
چارہ گر بیٹھی ہیں کیوں ناچار سے

ذکر وصل غیر کر بیٹھے مباد — کیا ملیں ہم محرم اسرار سے
پہر تو قابو میں اجل کے آچکے — بچ گئے ہم گر غم دلدار سے
کاٹکڑا خط کی جا بہیجا اوسے — کام خامہ کا لیا تلوار سے
جب ہمارا رشک سے جی بہر گیا — بزم خالی ہوگئی اغیار سے
جو گلہ سمجھے تھے نکلا شکر ہی — کی شکایت ہمنے کس اغیار سے
واہ ہمتو دیکھہ کر مرجائیں اور — زندہ ہوں مُردے تیری رفتار سے
وہم آسایش سی وحشت ہوگئے — اوس پری کی سایۂ دیوار سے

پہر بلا سی کوئی بیٹھی شیفتہ
اوٹھہ گئی جب آپ کوئی یار سے

لطف ظاہر ہے میری آزار سے — آشتی ہے مدعا پیکار سے
فیض یاب نور و آئینہ بند حسن — مہر اوسکی پر نور رخسار سے
ساقیا نبت العنب وہ لاکہہ ہو — دلربا تر شاہد بازار سے
غیر کو سیدھا بنایا یار نے — ہے تعجب چرخ کج رفتار سے
جی اوٹھی فرہاد اگر شیریں کہی — کیوں صدا آتی نہیں کہسار سے
کیا کہوں جوہر شناسی یار کے — مجکو مارا تیغ جوہر دار سے
بلبل شوریدہ بیتاب مست — اوسکے کوچہ کو چلے گلزار سے
ہمکناری کی ہوس تہی وقت قتل — ہم لپٹ کر رہ گئے تلوار سے

ہائی جوش بیخودی ہائی جنوں
راز الفت کہدیا اغیار سے

واہ ہوش پاس بدنامی کرہے
فکر اخفا محرم اسرار سے

جلد کہولے شیفتہ آغوش شوق
یہہ صدا آئی لب سوفار سے

ترک ہونا یار اور اغیار سے
قطع ہونا ربط گل ہے خار سے

کامجوئی اور دعوی عشق کا
یار ہے یہاں مدعا ہے یار سے

ہی ضرورت غیر کو داغ ہیں آج
آپ ٹھہراتے ہیں کیوں اصرار سے

آہ وزاری بھی شکوہ حسن ہے
جیسے رونق باغکی اشجار سے

جز دل شوریدہ لذت کون اوٹھائے
عندلیب مست کی گفتار سے

دیکھہ لینگے ہم بھی گر اغیار کو
آپنی جہانکا مر دیوار سے

فصد کے قابل دل بیمار ہے
چارہ جو ہے نرگس بیمار سے

اپنا لوٹا گھر محبت مرغوب ہے
بارگاہ ثابت و سیار سے

دیدنی ہے وہ جگہہ جو ہے الگ
سات جنگل اور لو بازار سے

شیوہ ہائی برق خاطف شیفتہ
جلوہ گر ہیں اوسکی شوخ اطوار سے

کچھہ بات راز کی ہے ذرا پاس آئیے
جیسی ہی آج خوب عید دکونیاہی

بلبل خزانہیں آتش دل یوں چھپائیے
گل کرکے شمع شمع کی خبر بات بجاہی

رونا ہوا ہی انشاء اللہ امت کہ منگے وہ
کھنتے ہیں اور بہی کوئی دریا بہائی

بوسہ ہنسی ہنسی میں جو کل لی لیا تو پہر
کھنے لگی بہلا تمہیں کیا مونہہ لگائی

سو بار انجمن سی اوٹہاؤ ہم آئینگی
اب ٹہن گئی کہ ناز تمہاری اوٹہائی

آتا ہی رحم ناز کی گوش یار پر
ای وای کیونکہ حال دل اوسکو سنائی

تدبیر صلح خوب ہی بن آئی بات تو
چھپ ہی آج غیر سی آنکہیں لڑائی

گذرا ہیں اغماض و محبت کی فخر سے
مجکو رقیب سمجھئے پر آپ آئی

ایک بیناز بس ہی ہماری ہلاک کو
کچہہ ہی نکیجی دیکہہ کے بس مسکرائی

دشنام و نغمہ اسمیں ہمیں بحث کچہہ نہیں
سنتے ہیں آج آپ ہمیں کچہہ سنائی

واعظ کی قول خوب ہیں اندونکی فعل خوب
وہ اوس سی سیکہہ لیجی یہہ اوسکو سکہائی

بی محو نقش کہنہ کہاں جائی نقش نو
رشک دل سی نقش تمنا مٹائی

ہر چند سیر کی ہی بہت تمنے شیفتہ
پر میکدہ میں بہی کبہی تشریف لائی

لب میں اگر نہیں تو ہماری سخن میں ہے
جو خاصیت کہ اوس لب اعجاز فن میں ہے

یا رسل الریاح ادہر کو بہی بہیجدے
وہ بوی خوش کہ جیب نسیم چمن میں ہے

دیتی ہی چشم روشنی چشم زر دشتے
آمد نسیم مصر کی بیت الحزن میں ہے

نیرنگ تو تہاری عشوہ طلسم کا
کیا عندلیب دام فریب چمن میں ہے

پیران کہنہ نگئی اطفال خوردسال
کیفیت عجب میری دیوانہ پن میں ہے

الماس لیکی آئینگے دیتی ہیں یہہ نوید
لذت نئی کچہہ آج جو زخم کہن میں ہی

وہ آہوی رمیدہ کہ ہم جسکی صید ہیں
نی دادئی تتار نہ دشت ختن میں ہے

شیوہ تمام غنچہ نا شگفتہ کا ہنوز
نہ بند قبا ہی نہ شاہد گل پیرہن میں ہے

کیا غیر پر بہی شعلہ برق غضب پڑا
ٹہنڈک سی آج کچہہ میری دل کی جلن میں ہے

کیا کیا بہنسا رہی ہی ہمیں ام رشک ہیں
آشفتگی کہ زلف شکن در شکن میں ہے

نیسریں سی بہرہ در نہوا ایسی شوق پر
کیا سطوت رقیب دل کوہکن میں ہے

خلوت میں شیفتہ سی کوئی ملکی کیا کری
وہ شخص انجمن میں بہی اور انجمن میں ہے

ہوا نہ مد نظر چشم یار کے بدلے
ہزار رنگ یہاں روزگار کے بدلے

صبا کو بہا ہی جو محفل کی تیری رنگینی
چمن کو داغ دئی لالہ زار کے بدلے

رکیا ارادہ اگر سیر باغ کا تمنے
قیامت آئیگی ابر بہار کے بدلے

خلاف عہد ہی شیوہ تو کیا قباحت ہے
ستم کا عہد وفا کی قرار کے بدلے

عجب ہی شہر ہی دلی بہی شیفتہ ہرگز
ہیں ردم و شام تلون سی یار کے بدلے

میری خوشی کا اونکو نہایت خیال ہی
کچہہ اندنوں نہیں غیر سے شاید ملال ہی

بی کچہہ سنی ہیں تنک سی دلپر ہزار داغ
نام خدا یہہ گرمی حسن و جمال ہے

نی تاب وصل غیر نہ نیروی منع خیر
تقدیر سی معارضہ کی کیا مجال ہے

قصد جواب ہو بھی تو کیا خاک دیں جواب
بصرفہ متصل یہہ ہجوم سوال ہی

ممکن نہیں وہ برق نگاہ غیر پر پڑے
خیر طور اور پر ہو تجلی محال ہی

کچھہ میری عشق میں تمہیں شک ہو تو سامنے
دیوان خواجہ حافظ فرخندہ فال ہی

ہمنی کیا جہان سی گذر کر جہاں مقام
دہاں وسعت سپہر و زمیں پایمال ہی

ہی شانہ کش جو زلف پریشانمیں بوالہوس
فکر وصال عاشق آشفتہ حال ہی

کچھہ آج شیفتہ ہی بہت مضطرب مگر
جانیکا اوسکی غیر کے گھر احتمال ہے

ایام ہجر میں جو اجل کا خیال ہے
بیشک دماغمیں اثر اختلال ہے

خوش تھی کہ خوبہا سی نظر یہہ خبر تھی
کیش جفامیں خون ہمارا حلال ہے

اونکی خلاف وعدگی میں شرمسار ہوں
کیونکر کہ مجھسی اونہیں انفعال ہے

کیا نسترن ہو تم کہ یہہ پیاری شمیم ہی
کیا برگ گل ہو تم کہ یہہ زیبا جمال ہے

ساقی کو میکدہ میں سرناد نوش ہے
صوفی کو خانقہ میں سر وجد و حال ہے

عاشق کو اضطراب ہی عجز و نیاز ہے
معشوق کو غرور ہے غنج و دلال ہے

منظور ہے حکیم کو ہر شی کی معرفت
حالانکہ انکی معرفت اوسکو محال ہے

ہر کام فلسفی کا سفاہت کی ساتھہ ہے
ہر بات منطقی کی مراد جدال ہے

ارباب حکمت نظری کو عمل نہیں
اہل کلام کو ہوس قیل و قال ہے

جنکو کہ دسترنگاہ ہے فن نجوم میں
عمر اونکی صرف زائچہ ماہ و سال ہے

رہتی ہیں بعض دُرپی اسرف رات دن
بعضونکو روز و شب سر توفیر مال ہی

بعضونکو ہی مذاق میں فخر نسب لذیذ
بعضونکو ذوق دعوی فضل و کمال ہے

مفلس کو فکر ہی کہ کسی ڈہب سی کچہہ ملے
منعم غریق لجہ بیم زوال ہی

جو ہیں حریص سیر چمن اونکے ہم ہیں
ذکر شجر کبہی کبہی فکر نہال ہی

جنمیں کسیکی خواہش آرائش لباس
ولیکن کسیکی حسرت جاہ و جلال ہی

کوئی طلب میں اشہب گلگون نظیر کی
کوئی اسیر شوق شکار غزال ہی

کوئی فدائی قامت آفت خرام ہی
کوئی خراب نرگس جادو مثال ہی

ناحق کسیکو شکر کسیکو گلا نہیں
بیوجہ کوئی خوش ہی کسیکو ملال ہی

کسواسطے ہم آئی ہیں دنیا میں شیفتہ
اسکا جو دیکھئے تو بہت کم خیال ہے

تری خوبیاں بغیر کیا جانتا ہی
تو جیسا ہی بس جی میرا جانتا ہی

ہوا انس کیوں دلکو ادا نظر میں
کہ وہ مجکو زود آشنا جانتا ہی

تظلم سے ہوتی ہے بیداد افزوں
شکایت کو شکر خفا جانتا ہے

گرفتاری غیر کا ذکر مجھسے
مجھے کسقدر مبتلا جانتا ہے

مجھے افعی زلف نے کاٹ کہایا
کوئی شخص اسکی دوا جانتا ہے

وہ گل میرے رونے سی ہوتا ہی خرم
کہ اپنا وہ نشو و نما جانتا ہے

ستمگر کہے ہے برا مانتا کیوں
ستم کو اگر وہ بھلا جانتا ہے

کبھی غیر پر جور ہوتے نہ دیکھا
مجھی کو بس اک آزما جانتا ہے

یہہ دہوکا نکھانا کہ کم عمر ہی وہ
ابھی شیوۂ ناز کیا جانتا ہے

تامل نکر قتل میں میری ہرگز
کہ عاشق کا تو خونبہا جانتا ہے

حذر مے سے واجب ہوا شیفتہ اب
مجھے یار بھی پارسا جانتا ہے

فقط یار جور و جفا جانتا ہے
یہی جانتا ہی تو کیا جانتا ہے

جو بیگانہ جانی تجھی خلق کیا غم
اگر آشنا آشنا جانتا ہے

نہ ممنون دل طرۂ مشکبو کا
نہ الطاف باد صبا جانتا ہے

ہزاروں گئی جانسی اک ادا میں
عجب شیوۂ دلربا جانتا ہے

میری چشم پر نم کا حال اس سے پوچھو
کہ وہ خوب یہہ ماجرا جانتا ہے

شکایت ہمیں شکوہ شکر سے ہے
کہ اب وہ جفا کو وفا جانتا ہے

ادہی کنج خلوت کی کیا ہے ضرورت
جو محفل کو خلوت سرا جانتا ہے

بہر صورت آئینہ بھی منتظم ہے
کچھ آئین اہل صفا جانتا ہے

عدو کی رعایت سے مجکو ستانا
وہ انصاف کا مقتضا جانتا ہے

ہمیں شیفتہ کی نصیحت سے حاصل
کہ وہ آپ ہمسے سوا جانتا ہے

سمجھا اور کوئی دن رقیب خوار مجھے
عزیز کہتے ہیں اب اوکی رازدار مجھے

شراب عشق ہی کیا وحشت خمار مجھے ۔ جنوں شوق ہی کیا حاجت بہار مجھے

اگر کہو کہ تو عاشق نہیں ہیں سچ جانو ۔ تمہاری بات کا ایسا ہی اعتبار مجھے

حصول کام سے دلکو اگر نہو آرام ۔ بہت عزیز نہیں جان بیقرار مجھے

عدو کو رشک ہی ایسا کہ مفت میں گویا ۔ ملی ہی جای نفس برق شعلہ بار مجھے

عجیب عشق میں تہذیب نفس ہوتی ہی ۔ ز شوق باغ رہائی سر شکار مجھے

ملا عدو کو مے و نغمہ برف و باران سے ۔ صبا سے خاک ملی اور گل سے خار مجھے

خلاف وعدہ مسلم وفا ہی وعدہ غلط ۔ غرض کچھ اور نہیں غیر انتظار مجھے

خجل ہوں آپ میں بیوقت اپنی آنی سے ۔ تم اور کرتے ہو ہنس ہنس کی شرمسار مجھے

وہی رقیب سے صحبت وہی قدح خواری ۔ کیا ہی آپنی ناحق امیدوار مجھے

جفا کو ترک کرو تم وفا کو میں چھوڑوں ۔ کچھ اشتہار نہیں ہو کچھ اشتہار مجھے

رہی سرابر مکتومہ دل ہی میں افسوس ۔ جہان میں نملا کوئی رازدار مجھے

تمام شورش سر تا قدم شکایت ہوں ۔ نعوذ باللہ اگر وہاں ملی گزار مجھے

ہلاک جلوۂ زیبا خراب بادۂ ناب ۔ تمہاری شیفتہ معلوم ہیں شعار مجھے

ابھی کہوں تو کریں لوگ شرمسار مجھے ۔ کہ کسکی وعدے پر اتنا ہی انتظار مجھے

ہزار شکر کہ اوسکی گلی میں چھوڑ گئی ۔ نسیم جا نکلی اک ناتوان غبار مجھے

یہی گماں بھی تنگ ہی اگر تو کبھی ۔ نہ کوئی دوست ملیگا نہ کوئی یار مجھے

جفا میں سمجھے ہیں منظور پر نہیں منظور
خلاف شیوۂ رنداں بادہ خوار مجھے

عدو کی خو میں پھر آیا وہی زمانۂ عیش
کھلی ہے یعنی سبیال غیر قدر مجھے

جو بادشاہ بلائے تو میں نہیں جاتا
کہ اندوہ نہیں کیسا ہے انتظار مجھے

جو شور شین نہ مچاتا اسیر کیوں ہوتا
خراب تو نے کیا جلوۂ بہار مجھے

عدو کے ساتھ بھی آخر جفا ہوئی آغاز
کسی طرح بھی نہ رکھا امیدوار مجھے

رفیق ہیں متردد رقیب ہیں فارغ
عزیز رکھتی ہے وہ چشم فتنہ بار مجھے

قفس میں گرتی ہے تحریک بال جنبانی
نوا ہے دلکش مرغان شاخسار مجھے

لیا ہے تھا نگہ پر فسوں نے دل لیکن
کیا ادا نے تغافل نے ہوشیار مجھے

ہزار دم سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

بڑے فساد اٹھیں شیفتہ خدا نہ کرے
کہ اونکی بزم میں ہو دخل و اختیار مجھے

سحر گئے جو وہ گلگشت گلستاں کے لئے
صبا تپش میں ہے گلہائے بیخزاں کے لئے

اونھیں ہے ہمسے محبت عمل کی کیا حاجت
اگر کرو تو کرو اونکے پاسبانکے لئے

متاع بیش بہا شہر عشق میں ہے دغا
یہ آہ و نالہ ہے آسائش دلوںکے لئے

وہ اپنی باغ میں ہمکو ضرور رکھے گا
جو بلبلوں کو نہ دے حکم آشیاں کے لئے

مقربان ملک کا ہے آسماں پہ دماغ
خزانہ چاہئے قارونکا ارمغانکے لئے

سحر کے ساتھ ہی آتی ہیں کوے جاناں میں
تمہارو ہنسی کی لئے اور ہم فغاں کے لئے

کرم کرم نہ سمجھہ گر کسی غرض سی ہو
ستم ستم نہ سمجھہ گر ہو امتحانکی لئے

جو بوستاں نہیں گیا ہیں ہلاک قامت یار
قیامت آئیگی شمشاد بوستاں کی لئے

ہر ایک سی ہوئی قسمت بقدر استعداد
خرد ہی پیر کی اور زور ہی جوانکی لئے

غرض یہہ ہی کہ مگر جائیں گر پڑی حاجت
کہ مہر نامہ پہ کرتے نہیں نشان کے لئے

کب آپ آئی کہ طاقت نہیں اشارے کے
کب آپ آئی کہ جنبش نہیں زبانکی لئے

نہ بتکدہ میں ترانہ نہ خانقہ میں سماع
دعا ہی خیر ہی دشمن آفت جہاں کے لئے

متاع دانش و دیں کی ضروری ہی تسلیم
کمال بی ادبی ہی سخن [illegible] کے لئے

زباں ہی عشق میں ہم خود بھی جانتی ہیں مگر
معاملہ ہی یہہ ہوا گر زباں کی لئے

ہماری سامنے ہیں وہ شوخ گفتار کہ پوچھہ
یہہ نکتہ بس ہی کہ آفت ہی نکتہ دانکی لئے

اثر اگر چہ [illegible] آتش دست
مگر کچھہ اپنی بھی آہ جگر فشانکی لئے

یہہ ضبط راز کی تعلیم شیفتہ بیجا
زباں ہمکو ملی ہی اگر بیاں کے لئے

جو کوئی دوست کو جاؤں تو پاسبانکے لئے
نہیں ہی حرف البسی بہتر کچھہ ارمغانکے لئے

تمام علت درماندگی ہی قلت شوق
تپش ہوئی پر پرواز مرغ جانکی لئے

سُنی اکا بر دیوانسی آخر آپہ یاس
غلط تھی پہلی ہی کوشش خطا مانکی لئے

پری کنار میں کبھی کہ حور زانو پر
ہمارا سر ہی تری سنگ آستانکی لئے

نگاہ لطف تری دلگی واسطی ہی نسیم
نگاہ خشم تری بند ہی زبانکے لئے

شریک بلبل و قمری ہی وہ بوں فطرت
جو بیقرار رہی سیر گلستانکی لئے

امید ہی کہ بنائینگے امتحاں لیکر
جو اسقدر متقاضی ہیں امتحانکی لئے

نہ خاکیوں سی تعلق نہ قدسیوں سی ربط
نہ ہم زمیں کے لئے ہیں نہ آسمانکی لئے

شب وصال ہی پیغام روز فرقت کا
[illegible] آئی ہی گلزار میں خزانکے لئے

پیام دوست ہوا قاصد و نکو وجہ شرف
نسیم مصر سی عزت ہی کارداں کے لئے

قدم بھی ہکو نرکھنے دیا گلستاں میں
ہزار بار قدم ہمنے باغبانکے لئے

ہزار جلوۂ رنگیں ہے اور ہر جلوہ
مواد بحر لئے خونفشانکے لئے

قفس زمانہ و جاں مرغ و آشیان ملکوت
قفس میں مرغ ہی بیتاب آشیانکے لئے

فسانے اپنی محبت کی سچ ہیں پر کچھ کچھ
بڑہا بھی دیتی ہیں ہم زیب داستانکی لئے

ہماری نظم میں ہی شیفتہ وہ کیفیت
کہ کچھ ہی یہ حقیقت مے مغانکے لئے

افراد

پروانہ وار جلنا دستور ہی ہمارا
اوس شمع رو پہ مرنا مشہور ہی ہمارا

دیگر

آنکھہ کل اوس سی لڑانا تو لڑائی ہوتی
شیفتہ پر میں وہ بدلی ہوئی چتون سمجھا

دیگر

غیر پر پیار کی نظریں ہیں غضب ہے ہمپر
آنکھہ یار میں ہی رنگ گل رعنا کا

دیگر

اوسکی جب آنکھ بھری پھر گئیں اوسکی آنکھیں
شیفتہ مرنے پہ تیار ہی کیا پھرتا تھا

دیگر

کیا جانی گزری خبر یہ کیا اوسکے [illegible]
آئی رہ راستہ [illegible] کہ مجھے پیار آگیا

دیگر

ویرانیکے مانند ذرا جی نہیں لگتا
ہر چند کہ ہی شیفتہ دلّی وطن اپنا

دیگر

رقیب بیٹھتے ہیں کس [illegible]
ہماری دور ہیں افسوس احتساب نہیں

دیگر

جو شور [illegible] دیوانگی [illegible]
[illegible] لوٹتا ہوں گریباں کیے چاک کہیں

دیگر

[illegible] ایسی پھیکی [illegible]
ہر بات میں اک بات ہی انداز تو دیکھو

دیگر

[illegible] کرتی ہیں جو [illegible] ہی ہیں
یہہ بھی کیا لوگ ہیں کیا کرتے ہیں کیا کہتے ہیں

دیگر

منت کش عتاب پہ الطاف شرط ہی
تنہا ستم نکیجیے انصاف شرط ہی

دیگر

ایسی غضب سی کری قتل گماں کا بکو پہلی
شیفتہ اوسکو تو بولتی محبت نکلی